عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | یکم تا ۱۵/ شوال ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۳۷/ ۳۸

رمضان کے بعد...

تبلیغی جماعت کے بارے میں میری رائے!

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مسئلہ نزولِ مسیح اور قادیانی دھوکہ دہی

مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

خواتین کے چہرے کے بال

الف، ج، اسلام آباد

س:...... مولانا صاحب! میں بہت اچھے طریقے سے جانتی و مانتی ہوں کہ بھنویں اکھیڑنا تو گناہ ہی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے چہرے پر، مردوں کی داڑھی و مونچھ کی مانند بال ہوں جو کہ واضح و بدنما دکھائی دیتے ہوں تو کیا ان کو صاف کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... اگر کسی خاتون کے چہرے پر مردوں کی طرح داڑھی اور مونچھوں کے بال نکل آئیں تو خواتین کو ان کے صاف کرنے کی اجازت بلکہ حکم ہے، کیونکہ شرعاً اور فطرتاً ان کے چہروں کو بالوں سے صاف رکھا گیا ہے، اگر وہ ان بالوں کو صاف کریں گی تو شریعت اور فطرت کے عین مطابق ہوگا۔

س:...... اگر آپ کا جواب نہیں میں ہے، تو کیا یہ ایک بیماری نہیں کہ جس کا علاج کروانا جائز ہے؟ لیکن اگر ڈاکٹری علاج دسترس سے باہر ہو تو کیا انہیں خود سے صاف نہیں کیا جاسکتا؟

ج:...... کسی بال صاف کرنے والی کریم سے ان کو صاف کردیا جائے یا ایسی دوائی لی جائے کہ آئندہ وہ بال اگ ہی نہ سکیں۔

س:...... میں نے ایک بہترین عالم دین (جو کہ اسلام آباد کی ایک اکیڈمی میں بطور محقق و استاذ فرائض انجام دے رہے ہیں) سے سنا ہے کہ عورتیں اپنے سر کے بال کٹوا سکتی ہیں، بشرطیکہ وہ کندھوں سے اوپر اور مردانہ اسٹائل میں نہ ہوں کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:...... ان عالم دین کا یہ ارشاد قرآن و حدیث اور دین و شریعت سے متصادم ہے، لہٰذا غلط ہے۔

س:...... اگر بالوں کے سرے خراب ہوجائیں جیسا کہ اکثر خواتین کے ہوجاتے ہیں تو کیا ان کو ایک یا دو انچ کٹوایا جاسکتا ہے؟

ج:...... اگر بالوں کی اصلاح کے لئے کسی نے معمولی سرے کاٹ لئے تو امید ہے گناہ نہ ہوگا مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہم تو بال رکھنے کے مکلف ہیں جیسے بھی ہوں۔

دوسری شادی

محمد عرفان، حیدرآباد

س:...... میری شادی کو تقریباً ۱۵ سال ہوچکے ہیں، میری بیوی نہایت غصہ والی ہے، ۱۵ سال سے ازدواجی تعلقات میں بہت تنگ اور پریشان کرتی ہے، جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ انسان جب بازار میں نکلتا ہے، کسی وجہ سے اس کی خواہشات بڑھتی ہیں تو فوراً گھر جاکر بیوی سے رجوع کرے، دین نے انسان کو گناہوں سے بچنے کے لئے تاکید کی ہے، دوسری حدیث میں ہے: جس کا مرد رات کو ناراض ہوکر سوگیا، فرشتہ اس بیوی پر پوری رات لعنت بھیجتے ہیں۔ مولانا صاحب! میں نے ۱۵ سال سے اس کو شرعی اور اخلاقی ذمہ داریاں سمجھانے کی کوشش کی، لیکن وہ کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ ایسی صورت میں کیا میں دوسری شادی کرسکتا ہوں؟

ج:...... آپ نے صحیح لکھا ہے کہ اگر کسی کو باہر کوئی خاتون نظر آئے اور غلط خیال آئے تو وہ گھر آکر اپنی منکوحہ سے جنسی ضرورت پوری کرلے، اس سے اس کے احساسات پاک ہوجائیں گے اور جس خاتون کو اس کے شوہر نے اپنی ضرورت کے لئے اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی تو اس پر ساری رات لعنت برستی ہے۔ اس صورت حال میں اگر آپ کی بیوی آپ کی ضرورت پوری نہیں کرتی تو شرعاً آپ کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
عالمی

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ یکم تا ۱۵/شوال ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۱۵/اکتوبر ۲۰۰۸ء شمارہ:۳۷-۳۸

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

خدارا! کفر کو اسلام باور نہ کرایا جائے	۵	مولانا محمد اعجاز
تبلیغی جماعت کے بارے میں میری رائے!	۷	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
رمضان کے بعد.....	۱۳	ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	۱۶	ابوفراز
مسئلہ نزول مسیح اور قادیانی دھوکہ دہی	۱۹	مولانا انس فاروقی جلال پوری
چناب نگر اور یوم ختم نبوت	۲۳	عبدالقدوس محمدی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

ضروری اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۷/۳۸ کو یکجا کیا جارہا ہے۔ قارئین وایجنسی ہولڈرز نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس:۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس:۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

دو نعمتوں میں دھوکا

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں بہت سے لوگ خسارے میں ہیں: صحت اور فراغت۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں آنے والے ہر عاقل و بالغ کو ایک تاجر کے ساتھ تشبیہ دی ہے، گویا دُنیا ایک تجارتی منڈی ہے، آدمی کی عمرِ عزیز اس کا راس المال ہے اور جس سامان کو وہ خرید رہا ہے وہ اس کے اعمال ہیں۔

اہلِ عقل کسی تجارت میں سرمایہ لگاتے ہیں تو نفع کی اُمید پر ہی لگاتے ہیں، اور کوئی شخص بقائمی ہوش وحواس اپنے راس المال کو خسارے کی سرمایہ کاری میں ڈبونا نہیں چاہتا کہ نفع کے بجائے اصل سرمایہ ہی غارت ہو کر رہ جائے۔

تجارت سے نفع کمانے کے لئے تاجر کو چند چیزوں کا اہتمام کرنا ہوتا ہے، اوّل یہ کہ وہ اچھی طرح غور کرلے کہ میں جس چیز میں سرمایہ کاری کر رہا ہوں وہ منافع کی ہے یا خسارے کی؟ دوم یہ کہ جس شخص سے معاملہ کرے اس کے بارے میں اطمینان کرلے کہ وہ لائق اعتماد بھی ہے یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ کاروبار نہایت دیانت، اُصول پسندی اور محنت و استقلال کے ساتھ کرے، چوتھے یہ کہ اپنے قیمتی سرمایہ کو فضول خرچی اور تعیش پسندی میں برباد نہ کرے، ورنہ کچھ ہی عرصے میں اس کا اصل سرمایہ اُڑ جائے گا اور اس کی تجارت ناکام ہوجائے گی۔

اور اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے اور بقدرِ ضرورت معاش بھی اسے حاصل ہے تو اسے ان نعمتوں کی قدر نہیں، وہ انہیں یا تو دُنیا کا کُوڑا جمع کرنے میں ضائع کر رہا ہے یا گپ شپ، سیر و تفریح اور لغو و لایعنی چیزوں میں برباد کر رہا ہے، آج اس کو کچھ احساس نہیں کہ اس کا کتنا بڑا خزانہ خود اس کے اپنے ہاتھوں لٹ رہا ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اہلِ جنت کو کوئی حسرت نہیں ہوگی، صرف ایک حسرت انہیں بھی رہے گی کہ انہوں نے اپنی عمر کا قیمتی حصہ بے مقصد کیوں ضائع کردیا؟ ایک روایت میں ہے کہ انسانی عمر کے لمحات قیامت کے دن ڈبیوں کی شکل میں آدمی کے سامنے پیش ہوں گے، جس ڈبیہ سے نیک عمل نکلے گا اس پر اسے بے حد خوشی ہوگی، جس ڈبیہ سے بُرا عمل نکلے گا اس پر اسے نہایت ندامت اور شرمساری ہوگی، اور جو ڈبیہ ضائع نکلے گی اس پر اسے حسرت و پشیمانی ہوگی۔

اور بعض لوگ اس گوہرِ بے بہا کو خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے پاس سونے چاندی، ہیرے اور جواہرات کا ذخیرہ ہو اور وہ اس کو سانپوں، بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں کے جمع کرنے پر خرچ کرے، الغرض جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے عقل و بصیرت عطا فرمائی ہے اور وہ اپنی عمر کو اس سے زیادہ قیمتی چیز پر خرچ کر رہے ہیں وہ تو نفع میں ہیں، ان کے علاوہ وہ سارے لوگ خسارے میں ہیں جن کی صحت و فراغت اور زندگی کی تمام صلاحیت یا تو رائیگاں جارہی ہے یا دُنیا کا پاخانہ جمع کرنے پر خرچ ہو رہی ہے، یا گناہوں کے سانپ اور بچھو سمیٹنے میں لگ رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت و فراغت کو نعمت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں، ورنہ اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اس نعمت کی ناشکری کے مرتکب ہیں، ان کو یہ نعمتیں بغیر کسی محنت کے مفت مل گئی ہیں اس لئے انہیں آج ان کی کوئی قدر نہیں، ان کی قدر کل ہوگی جب یہ دولت ان سے چھن جائے گی اور وہ خالی ہاتھ بیک بینی و دو گوش اس محفل سے اُٹھا دیئے جائیں گے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ایک جوہری جو اپنے جوہر کی قدر و قیمت سے شناسا ہو، اس کی قیمت وصول کرنے کے لئے کباڑیوں کی دُکان پر نہیں جایا کرتا، نہ وہ بھنگیوں کے محلے میں اس کی قیمت لگاتا ہے، وہ کسی قدر شناس بادشاہ کی بارگاہ کا رُخ کیا کرتا ہے جو اس اَنمول موتی کی قیمت بھی پوری پوری ادا کرے اور گوہر کے باپ خالی میں پیش کرنے پر انعام و خلعت سے بھی نوازے۔

انسانی زندگی کے جوہری انبیائے کرام علیہم السلام ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ جوہر کتنا قیمتی ہے، اسے کون خرید سکتا ہے اور اس کی قیمت کیا ہوسکتی ہے؟ اس لئے وہ انسانوں کو دُنیا کے کباڑ خانے میں اس کی نیلام چکانے، نادار مخلوق کے ہاتھ اسے فروخت کرنے سے منع کرتے ہیں، وہ انسانیت کو بتاتے ہیں کہ قدرت کا یہ عطیہ، جسے تم "زندگی" کہتے ہو، اتنا قیمتی ہے کہ اس دُنیا کے سارے خزانے اس کے مقابلے میں پتھروں کے ڈھیر ہیں، کیا تم یہ ہیرا ہاتھ سے دے کر پتھر خریدلوگے؟ دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی تمہاری زندگی کی قیمت ادا نہیں کرسکتا، اور ساری دُنیا اپنی نعمتوں اور لذتوں سمیت اس ہیرے کی قیمت نہیں بن سکتی، اس کی قیمت صرف شہنشاہِ مطلق ہی ادا کرسکتا ہے اور اس کی قیمت دائمی اور اَبدی زندگی ہی ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل ارشاد میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ، فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ." (التوبہ:111)

اداریہ

مولانا محمد اعجاز

خدارا! کفر کو اسلام باور نہ کرایا جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

ملک عزیز پاکستان میں کچھ عرصے سے لادینی نظام لانے کے لئے جہاں روشن خیالی کے نام پر گمراہ کن عقائد ونظریات کی ترویج وتشہیر ہورہی ہے، وہاں دین وایمان اور مذہب وشریعت سے تہی دامن افراد اور گروہ کو جھوٹی مظلومیت اور سستی شہرت کے ذریعہ نمایاں کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، نوبت بایں جارسید کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کی روحانی ذریت کو اسلام کا ایک فرقہ باور کرایا جارہا ہے، حالانکہ خود مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار قرآن کریم، احادیث نبویہ، اجماع امت سے مبرہن متفقہ عقیدہ اور آئین پاکستان کی رو سے کافر ہیں۔

بلکہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے خود اپنی تحریروں کی رو سے بھی مذہب اسلام اور مسلمانوں سے ایک علیحدہ قوم اور گروہ ہیں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل چند شہادتیں پیش ہیں:

۱:...... مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی. الا ذریۃ البغایا'' (روحانی خزائن ج:۵ ص:۵۴۷،۵۴۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

ترجمہ: ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی''

۲:...... مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵، تالیف:۱۹۳۵ء)

۳:...... مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''لیکن اگر کسی غیر احمدی کا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں... اس لئے غیر احمدی بچوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے.....'' (انوار خلافت ص:۹۳)

۴:...... مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہ سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا، غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی اور دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے، دنیاوی تعلق رشتہ ناتہ ہے،

سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے، اگر کہو کہ ہمیں ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے، اگر کہو کہ غیر احمدی کو سلام کیوں کیا جاتا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ حضور نے یہودیوں کو سلام کا جواب دیا ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص:۱۶۹، ۱۷۰)

۵:...... مرزا بشیر احمد ڈاکٹر اسماعیل کے حوالہ سے حکیم نور الدین سے نقل کرتا ہے:

''ہر ایک نبی کا کلمہ ہوتا ہے، مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ: میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۳۰۵)

۶:...... مرزا بشیر احمد حافظ محمد ابراہیم کے حوالہ سے لکھتا ہے، غالباً ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ:

''ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود... مرزا قادیانی... سے مسجد مبارک میں سوال کیا کہ حضور! اگر غیر احمدی نماز باجماعت پڑھ رہے ہوں تو ہم اس وقت نماز کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: تم اپنی الگ نماز پڑھو، اس نے کہا کہ حضور! جب جماعت ہو رہی ہو تو الگ نماز پڑھنی جائز نہیں، فرمایا کہ: اگر ان کی نماز باجماعت عنداللہ کوئی چیز ہوتی تو میں اپنی جماعت کو الگ پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیتا، ان کی نماز اور جماعت جناب الٰہی کے حضور کچھ حقیقت نہیں رکھتی، اس لئے تم اپنی نماز الگ پڑھو۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۳۱)

۷:...... اسی طرح مرزا محمود لکھتا ہے:

''میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک انگریز کو کہلوا بھیجا کہ پارسی، عیسائیوں کی طرح ہمارے بھی حقوق تسلیم کئے جائیں، جس پر اس افسر نے کہا کہ ... تبلیغی مذہبی فرقے ہیں، اس پر میں نے کہا کہ: پارسی، عیسائی مذہبی فرقے ہیں، جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی تسلیم کئے جائیں، تم ایک پارسی پیش کرتے جاؤ، میں اس کے مقابلہ میں دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔'' (الفضل، ۱۳/نومبر ۱۹۴۶ء)

۸:...... برصغیر پاک و ہند کی آزادی اور سرحدوں کی حد بندی کے وقت قادیانیوں نے ایک عرض داشت پیش کی کہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک جماعت ہیں، اس کا اثر یہ ہوا کہ پنجاب کے کنارے کے علاقوں میں مسلمان آبادی کا تناسب گھٹ گیا اور بالآخر (ایوارڈ) فیصلے میں گورداسپور ہندوستان کو دے دیا گیا۔

۹:...... ''قادیانی جماعت میں سے زیادہ پڑھا لکھا اور روشن خیال سر ظفر اللہ چوہدری تھے، لیکن انہوں نے بھی بانی پاکستان بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی بجائے غیر مسلم سفیروں کے ساتھ زمین پر بیٹھنا پسند کیا تھا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ وزیر خارجہ ہیں لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوئے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر ظفر اللہ خان نے کہا کہ: ''مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ'' عقیدہ کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کسی کی پختہ زناری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس طرح انہوں نے تاریخ میں یہ شہادت ریکارڈ کروائی کہ مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔'' (زمیندار، لاہور، ۸/فروری ۱۹۵۰ء)

یہ وہ چند شہادتیں ہیں جن کی بنا پر ہر قادیانی اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے جدا اور خارج سمجھتا ہے، ہر پاکستانی جانتا ہے کہ پاکستان کلمہ طیبہ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور اسلام کی خاطر بنا ہے جو لوگ یہاں کے مسلمانوں کے دل سے اسلام کی وقعت، عظمت اور محبت نکالنا چاہتے ہیں وہ نہ صرف مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دامن اور طریقوں سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ حقیقت میں اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ جو شخص یہاں کے عوام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے خطرناک کھیل کھیلتا ہے وہ چند دنوں کے لئے فریب تو دے سکتا ہے بالآخر اس کو پچھتانا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم ارباب سیاست سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے انداز کی سیاست ضرور کریں، کیونکہ یہ آپ کا آئینی اور قانونی حق ہے لیکن خدارا! اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام باور کرانے سے باز رہیں، ورنہ یوم الحساب، حساب وہی مشکل اور آپ کی شفاعت سے محرومی مقدر ہوگی۔ ملت اسلامیہ کا اجتماعی ضمیر کبھی برداشت نہیں کرسکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی اور شخص کو ''محمد رسول اللہ'' اور ''رحمۃ للعالمین'' کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے اور اس کے لئے وہ تمام حقوق و مناصب اور آداب و القاب تجویز کئے جائیں جو مسلمانوں کے مرکز ملت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ساتھ مختص ہیں۔ بایں ہمہ یہ اصرار بھی کیا جائے کہ اس مردود کے ماننے والے مسلمان ہیں، ملک و ملت کے وفادار ہیں اور مسلمانوں کو ان پر اعتماد کرنا چاہئے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
(نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

تبلیغی جماعت کے بارے میں میری رائے!

میں سمجھتا ہوں کہ اس جماعت کا کسی ملک میں جانا، وہاں کے عوام اور وہاں کی حکومت دونوں کے لئے باعث رحمت ہے، کیونکہ یہ جماعت ایک عام فرد اور شہری کی اصلاح پر محنت کرتی ہے، تاکہ وہ ایک ایسا اچھا شہری بن جائے جو اپنے خالق کا وفادار، اپنے وطن اور اہل وطن کا خیر خواہ ہو، وہ ایسی کوئی حرکت نہ کرے جس سے وطن اور اہل وطن کو نقصان پہنچے، وہ چوری نہ کرے، کسی کو ناحق قتل نہ کرے، کسی کا مال نہ لوٹے، کسی کی عزت پر حملہ نہ کرے، جھوٹ نہ بولے اور نہ کسی کو دھوکا دے، بلکہ وہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یہ وہ اوصاف ہیں جو حکومت اور عوام دونوں کے حق میں مفید ہیں۔

حکومتیں عام طور پر اسلامی ہوں یا غیر اسلامی، اپنی بگڑی ہوئی عوام سے نالاں ہوتی ہیں اور دہشت گردوں، چوروں، ڈاکوؤں اور منشیات اور مسکرات کے استعمال کرنے والوں کا شکوہ کرتی ہیں اور ان جرائم کو روکنے کے لئے قوانین اور سزائیں وضع کرتی ہیں، لیکن ان سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔

لیکن تبلیغی جماعت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ نوجوانوں کے نفوس میں ایسا ملکہ اور ایسی اخلاقی قوت پیدا کردے جو انہیں ان جرائم کے ارتکاب سے روکے اور ان جرائم سے دلوں میں نفرت پیدا کردے اور انہیں ایسی صفات اور اعلیٰ اخلاق اپنانے کی ترغیب دیتی ہے جن سے عوام اور حکومت دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ؟ قُلْنَا: لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ۔“ (مشکوٰۃ، ص:۴۲۳)

ترجمہ: ”دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کیا: کس کے لئے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے، اس کی کتاب کے لئے اور مسلمانوں کے حکمرانوں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔“

یقینی بات ہے کہ جب فرد کی اصلاح ہوگی تو اس سے پورے معاشرہ کی اصلاح ہوگی، ملک میں امن و امان کی فضاء پیدا ہوگی، روحانی و اخلاقی قدریں عام ہوں گی اور لوگ امن و امان کی زندگی بسر کریں گے۔

دیکھا جائے تو عموماً حکومتیں دو باتوں سے گھبراتی ہیں:

۱:۔ ایک یہ کہ باہر سے کوئی اجنبی آئے اور آکر ملک کی سیاست میں دخل اندازی کرے۔

۲:۔ دوسرا یہ کہ کوئی اجنبی باہر سے آکر عوام الناس میں اختلاف پیدا کرے۔

ان دونوں باتوں میں حکومت کو اس جماعت سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ وہ سیاست میں دخل نہیں دیتی اور نہ ہی وہ عوام میں اختلاف پیدا کرتی ہے۔

تبلیغی جماعت کا پاکستان اور ہندوستان میں مرکز ہے، جہاں اسے یہ قانونی حق حاصل ہے کہ وہ سیاست میں حصہ لے، لیکن اس نے رضاکارانہ طور پر اپنا یہ حق چھوڑ رکھا ہے، لہٰذا جو جماعت اپنے ملک میں اپنا سیاسی حق استعمال نہیں کرتی، وہ دوسرے ملک میں کیسے سیاست میں حصہ لے گی، جہاں اسے اس کا حق ہی حاصل نہیں؟ لہٰذا کسی ملک کی حکومت کو اس جماعت سے کوئی سیاسی خطرہ نہیں۔

باقی رہا یہ کہ عوام میں اختلاف پیدا کرنا اور ان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنا تو اس اعتبار سے بھی جماعت سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ تبلیغی جماعت کا محور ہی دین کی بنیادی باتیں اور ایسے امور ہیں، جن پر پوری امت کا اتفاق ہے، وہ فروعی اور اجتہادی مسائل کو نہیں چھیڑتی، جس سے اختلاف پیدا ہونے کا امکان ہے۔

بطور مثال: ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت ایک مسلمان کو نماز کی دعوت دیتی ہے، جو کہ دین کا ایک بنیادی ستون ہے اور جس کی فرضیت میں کسی کا اختلاف نہیں، نیز وہ مسلمان کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنا تعلق مسجد سے جوڑے، اس میں بھی کسی مسلمان کو کوئی اختلاف نہیں۔

اب اگر کوئی مسلمان نوجوان ان کی بات مان لیتا ہے اور مسجد سے اپنا تعلق جوڑ لیتا ہے اور نمازوں کی

پابندی شروع کردیتا ہے تو الحمدللہ! مقصد حاصل ہوگیا۔ اب تبلیغی جماعت کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ نوجوان اپنی نماز فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ میں سے کس کے مطابق ادا کرتا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے بھی کسی حکومت کو فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ بہت سی اسلامی اور غیر اسلامی حکومتیں جنہوں نے اس جماعت اور اس کی دعوت کی حقیقت کو جان لیا ہے ،انہوں نے اس کے لئے اپنے ملک کے دروازے کھول دیئے ہیں اور وہ اس کے لئے سہولتیں مہیا کرتی ہیں، نیز ان کی عوام بھی اپنے ملک میں اس کا استقبال کرتی ہے اور اسے دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں بعض شبہات اور ان کا ازالہ

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعت میں عوام الناس کے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں، علماء، طلبہ، تاجر، ملازم، کسان اور مزدور وغیرہ۔ اب ان میں سے ہر ایک شخص تو ایسا نہیں ہوتا کہ جس کی کامل اصلاح اور تربیت ہوچکی ہو، اسی لئے بعض اوقات ان میں سے کسی سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوجاتی ہے تو بعض جذباتی حضرات فوراً اس فرد کی اس غلطی کو جماعت کی طرف منسوب کردیتے ہیں، حالانکہ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ انصاف یہ ہے کہ یہ غلطی اس فرد کی طرف منسوب کی جائے نہ کہ جماعت کی طرف، کیونکہ جماعت خود اسے غلط سمجھتی ہے۔

ایک اسلامی ملک کے سفر کے دوران میری ملاقات ایک ایسے ادارے کے ذمہ دار شخص سے ہوئی جو انسداد منشیات کا سربراہ تھا۔ اپنے ادارہ کا تعارف کراتے ہوئے اس نے کہا کہ ہمارا کام یہ ہے کہ قانون اور سزاؤں کے ذریعہ نوجوانوں کو منشیات وغیرہ سے روکیں۔

میں نے اس سے کہا کہ: یہ بہت اچھی بات ہے۔ ملک میں ایسے قوانین اور سزائیں ہونی چاہئیں جن کے ذریعہ لوگوں کو منشیات اور دیگر جرائم سے روکا جاسکے، خصوصاً اسکول اور کالج کے طلبہ کو جو مستقبل کا سرمایہ ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور راستہ بھی ہے جس کے ذریعہ نوجوانوں کو منشیات و منکرات کے استعمال اور بے راہ روی سے روکا جاسکتا ہے اور ملک کو ان جرائم سے پیدا ہونے والی مشکلات سے بچایا جاسکتا ہے؟

چنانچہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو دین کی راہ پر ڈال دیا جائے اور ان کے دلوں میں ایمان کی روح پیدا کی جائے، تاکہ وہ صالح شہری بن جائیں اور خود بخود بلا کسی قانون اور سزا کے خوف سے منشیات اور بے راہ روی کو چھوڑ دیں۔ نہ ان سے کسی کا ناحق قتل ہو، نہ کسی کا مال لوٹیں، نہ کسی کی عزت پر حملہ کریں اور نہ ہی حکومت اور عوام کے لئے مسائل پیدا کریں، بلکہ اپنے فرائض نہایت ذمہ داری اور پوری امانت داری سے ادا کریں۔

مزید میں نے ان سے یہ کہا کہ: گزشتہ رات مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کے شہر کے تبلیغی مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا، جہاں نوجوانوں کا ایک بڑا مجمع تھا، جن کی اکثریت اسکول اور کالج کے اساتذہ اور طلبہ کی تھی، ان کے چہروں پر ایک نور اور وقار ہویدا تھا، جن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ منشیات یا دیگر جرائم کا ارتکاب کریں گے۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ: یہ بات بالکل صحیح ہے، ہم نے بھی دیکھا ہے کہ جو لوگ اس جماعت کے ساتھ جڑ جاتے ہیں، ان پر صلاح و تقویٰ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور وہ منشیات یا دیگر جرائم سے دور بھاگتے ہیں۔ لیکن ہمیں جماعت سے دو شکوے ہیں:

۱:۔ ایک یہ کہ جب کوئی ملازم پیشہ شخص ان سے متاثر ہوکر کچھ وقت ان کے ساتھ لگاتا ہے، مثلاً: ایک چلہ۔ تو بعض مرتبہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ شخص چلہ لگانے کے بعد اسی جماعت کا ہوکر رہ جاتا ہے، اسے نوکری کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ بیوی بچوں کی فکر۔ ادھر دفتر والے پوچھ رہے ہیں، ادھر گھر والے پریشان۔

۲:۔ اسی طرح یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اسکول یا کالج کا جو طالب علم چھٹی کے دنوں میں جماعت کے ساتھ نکل جائے تو وہ تعطیلات ختم ہونے کے بعد بھی جماعت کے ساتھ چلتا رہتا ہے اور وہ اسکول چھوڑ دیتا ہے، اسے تعلیم کی فکر ہوتی ہے اور نہ والدین کی پرواہ۔

میں نے ان سے کہا: بیشک اس طرح کے اکا دکا واقعات ہمارے ہاں بھی پیش آتے ہیں، لیکن یہ انفرادی کوتاہیاں ہیں، ان کا جماعت کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا ان کوتاہیوں کو ان افراد کی طرف منسوب کرنا چاہئے نہ کہ جماعت کی طرف۔

اس لئے کہ جماعت والے کسی ملازم پیشہ شخص یا طالب علم کو ہرگز نہیں کہتے کہ: تم اپنی ملازمت چھوڑ دو یا اسکول اور کالج کی تعلیم ترک کردو اور جماعت میں لگ جاؤ، بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ: بھائی! رخصت کے ایام ہمارے ساتھ گزارو، پھر اخلاص اور دیانتداری سے اپنا کام کرو۔

پھر میں نے کہا کہ: ہمارے جامعہ کی مسجد میں ہر ہفتہ جماعت کا اجتماع ہوتا ہے، جس میں طلبہ اور محلّہ کے لوگ بیٹھتے ہیں اور جماعت کے کسی بزرگ کا بیان ہوتا ہے، ہم نے آج تک کسی کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ وہ طلبہ سے کہیں کہ تعلیم چھوڑو اور جماعت میں چلو، بلکہ وہ تو انہیں خوب پڑھنے اور محنت کی ترغیب دیتے ہیں، ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ جمعہ کی رات مدنی مسجد ... کراچی کے تبلیغ کے مرکز ... میں آجایا کریں،

کیونکہ اس دن چھٹی ہوتی ہے اور سالانہ چھٹیوں میں ایک چلہ لگالیا کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ معاشرے کے ہر طبقہ میں اکا دکا جذباتی افراد ہوتے ہیں، جن سے اس طرح کے غلط تصرفات صادر ہوجاتے ہیں، آخر آپ نے بھی تو ایسے ملازمین کا تذکرہ سنا ہوگا، جنہوں نے کسی دوسری وجہ سے جذبات میں آکر ملازمت چھوڑ دی یا ایسے طلبہ کا تذکرہ بھی سنا ہوگا جو اسکول یا کالج سے بھاگ گئے۔

لہٰذا ایسے تصرفات کی نسبت ان افراد کی طرف کرنی چاہئے نہ کہ جماعت کی طرف۔ کیونکہ جماعت کی یہ پالیسی ہرگز نہیں۔ وہ صاحب میری اس گفتگو سے کافی مطمئن ہوئے اور کہنے لگے کہ: واقعی عوام الناس کی اصلاح کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

بعض مرتبہ ذہن میں شبہات اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ انسان شرعی احکام اور آداب سے ناواقف ہوتا ہے۔

اسی طرح کا ایک قصہ ہے کہ ایک عرب ملک میں مجھے ایک عرب نوجوان ملا، جب تبلیغی جماعت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ: یہ جماعت بہت اچھا اور مفید کام کررہی ہے، مگر اس میں کچھ بدعات ہیں، جن پر مجھے اعتراض ہے!

میں نے اس نوجوان سے کہا کہ: آپ مجھے کسی ایک بدعت کی نشاندہی کردیجئے، تاکہ میں جماعت کے ذمہ دار حضرات تک آپ کی بات پہنچا سکوں۔

کہنے لگے: جب کوئی جماعت دعوت کے لئے نکلتی ہے تو کہتے ہیں: یہ ہمارا امیر ہے، حالانکہ یہ بدعت ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اعتراض یا اشکال اس کی دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں نے اس نوجوان سے پوچھا: آپ کہاں کام کرتے ہیں؟

کہنے لگا: میں وزارت اوقاف اور مذہبی امور میں کام کرتا ہوں۔

میں نے کہا: آپ کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

کہنے لگا: اتنے ملازمین کام کرتے ہیں، غالباً بیس سے پچیس تک بتائے۔

میں نے پوچھا: کیا ان ملازمین پر کوئی نگران بھی ہوتا ہے؟

کہنے لگا: ہاں! ایک مدیر ہوتا ہے جو ان کی نگرانی اور نظم قائم رکھتا ہے۔

میں نے کہا: کیا وزارت اوقاف اور مذہبی امور میں یہ بدعت نہیں کہ یہ مدیر ہے، اور یہ موظفین ہیں؟

کہنے لگا: یہ بدعت نہیں، بلکہ یہ ایک نظام ہے، اور نظام کا تقاضا ہے کہ ایک ایسا ذمہ دار شخص ہو جو سب کی نگرانی کرے، تاکہ نظام صحیح ہو۔

اس پر میں نے کہا: برادر عزیز! اگر آپ اپنے شہر اور اپنے دفتر میں ہوتے ہوئے، جہاں چند ملازم کام کرتے ہیں اور ہر شخص کا کام بھی متعین ہے، اپنی یہ ضرورت سمجھتے ہیں کہ ایک ذمہ دار اور نگران ہو جو اس نظام کو صحیح چلا سکے، تو آپ خود سوچیں کہ جب ایک جماعت جو دس پندرہ انسانوں پر مشتمل ہو، دعوت کے لئے سفر پر نکلی ہو، کیا اس کو نظام کی ضرورت نہیں ہوگی؟ کہ ان میں ایک شخص ایسا ہو جو سب کی نگرانی کرے، ان میں نظم قائم کرے اور ان کے حالات پر نظر رکھے۔ جبکہ سفر میں اس کی ضرورت زیادہ ہے، کھانا پینا، نماز پڑھنا، سامان کی حفاظت اور دعوت کی ترتیب وغیرہ امور مستقل منتظم کے متقاضی ہیں۔ آپ اس نگرانی کا نام امیر رکھ دیں یا مدیر، نام سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ: آپ نے صحیح کہا، مجھے مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ: امیر بنانا نہ صرف جائز اور مباح ہے، بلکہ سنت اور آداب سفر میں سے ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں علم دیا ہے کہ: جب ہم جماعت کی شکل میں سفر کریں تو اپنے لئے ایک امیر چن لیا کریں۔

بعض عوام اور غیر علماء سے دوران سفر ایک یہ اعتراض بھی سننے میں آیا کہ: جماعت نے چھ نمبر متعین کرکے باقی دین کے شعبوں کو چھوڑ دیا ہے، جب کہ دین زندگی کے سب شعبوں کو شامل ہے۔

یہ اعتراض بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ بیشک دین زندگی کے تمام شعبوں کو شامل ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تقسیم کار بھی ایک فطری اور شرعی قاعدہ ہے، چنانچہ جس طرح کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے، کچھ جہاد اور کچھ دیگر شعبوں میں کام کررہے ہیں، ٹھیک اسی طرح تبلیغی جماعت کے بزرگوں نے اپنی فراست اور تجربہ سے یہ چھ نمبر متعین کئے کہ ان سے افراد امت کی اصلاح اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے گا، جب افراد امت کی تربیت اور اصلاح ہوگی تو پھر وہ زندگی کے جس شعبے میں بھی جائیں گے، وہ دین کے احکام پر چلیں گے۔

میرے سامنے ایک واقعہ اس کی واضح مثال ہے وہ یہ کہ:

ایک بار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے پاس ایک رکشہ والا آیا اور آپؒ سے رکشہ ٹیکسی کے کرایہ کے بارے میں سوال کرنے لگا اور بعض ڈرائیور جو میٹر وغیرہ خراب رکھتے ہیں یا سواریوں کے ساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں، ان کے بارے میں پوچھنے لگا، حضرتؒ نے اس کے سوالات کے جواب دیئے اور فرمایا: بھائی! آپ اتنے عرصہ سے رکشہ چلا رہے ہیں اور اب آپ کو حلال وحرام کا کیسے خیال آیا؟

کہنے لگا: حضرت جی! مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں تبلیغی جماعت کے ساتھ جانے لگا تو مجھے

حلال وحرام کی فکر ہوئی، کیونکہ اللہ کا حکم ہے، حلال کماؤ، حلال کھاؤ، حلال کھلاؤ اور حلال خرچ کرو، اس لئے میں نے یہ مسائل پوچھے ہیں تاکہ حرام سے بچوں۔

اس کے علاوہ امیر جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کے ملفوظات اور خطابات میں جابجا اس کا ذکر ہے کہ جو حضرات علم میں لگے ہوئے ہیں، وہ بھی دین کا کام کررہے ہیں، جو جہاد میں لگے ہوئے ہیں، وہ بھی دین کا کام کررہے ہیں، میں آپ کو اس کام میں لگنے کا کہہ رہا ہوں۔

بہرحال یہ چند شبہات اور ان کے جوابات بطور نمونہ پیش کردیئے ہیں، اگر کسی کو تفصیل معلوم کرنی ہو تو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی کتابیں: ۱:۔تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات،۲:۔الاعتدال،۳:۔فضائل تبلیغ، دیکھ لی جائیں۔

حاصل یہ ہے کہ میں اس جماعت کو مخلص سمجھتا ہوں، جس کا فائدہ حکومت اور عوام دونوں کو پہنچ رہا ہے۔(ولا ازکی علی اللہ احداً)

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ تبلیغی جماعت ایک کھلی ہوئی کتاب ہے، جس میں کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں، ہر شخص قریب سے اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے، جس کو جماعت کے بارے میں شک وشبہ ہو، اسے چاہئے کہ جماعت کے مراکز میں جائے، ان کے اجتماعات میں شامل ہو اوران کے بیانات سنے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کے ساتھ وقت لگائے اور دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اسی طرح جماعت کے بڑوں سے ملے اور اگر کوئی اشکال یا اعتراض ہو تو ان کے سامنے پیش کرکے تسلی بخش جواب حاصل کرے۔

یہاں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ کی دو شہادتیں نقل کردوں:

۱:۔پہلی شہادت ایسے نوجوان کی ہے، جس نے جماعت کے ساتھ غیر اسلامی ملکوں میں وقت لگایا اور اس جماعت کے نیک آثار دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

۲:۔دوسرے ایک عالم فاضل کی ہے، جس نے اپنے دوستوں کے ساتھ رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی، اور وہاں جو کچھ دیکھا، اس کی رپورٹ اپنے ملک کے بڑے عالم کو پیش کی۔

ایک عرب نوجوان کی شہادت کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ۱۹۹۵ء میں امریکا کے ایک سفر کے دوران شکاگو کی ایک مسجد میں میری اس سے ملاقات ہوئی۔

ہوا یوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی، مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی، نماز کے بعد کسی نے بتایا کہ یہاں عربوں کی جماعت آئی ہوئی ہے، ہم ان سے ملنے کے لئے گئے، تعارف ہوا۔ جب امیر صاحب کو معلوم ہوا کہ ہمارا تعلق پاکستان سے ہے تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور الگ ایک جگہ بیٹھ گئے اور مجھ سے جماعت کے بارے میں سوالات کرنے لگے۔ میں نے اپنی معلومات کے مطابق اس کو جوابات دیئے، تو کہنے لگے: یا شیخ! میرے ملک میں بعض لوگ اس جماعت کے خلاف باتیں کرتے ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ میں نے ان ملکوں میں اس جماعت کے جو اچھے اثرات دیکھے ہیں، وہ اس بات کی کھلی اور روشن دلیل ہیں کہ یہ اہل حق کی جماعت ہے۔

اس عرب نوجوان کا: ”اچھے اثرات“ کہنے کا معنی یہ تھا کہ وہ اسلامی مظاہر، جو ان ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی باوجود اس کے کہ مسلمان اقلیت میں ہیں، مگر ان کا دین کی طرف متوجہ ہونا، اپنے اور اپنی نئی نسل کے ایمان واسلام کی فکر کرنا، اس کے لئے جگہ جگہ مساجد تعمیر کرنا اور مساجد میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے مکاتب کا اجراء وغیرہ، یہ اسی کی برکت ہے کہ اب وہ مسلمان خود بھی مساجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لاکر مکاتب میں قرآن کریم کی اور دین کے بنیادی مسائل کی تعلیم دلواتے ہیں، جب کہ اس سے پہلے وہ مغربی تہذیب اور وہاں کی مادی زندگی پر اس قدر فریفتہ ہوچکے تھے کہ انہیں دین وایمان تک کا کچھ پتہ نہ تھا۔

اب جبکہ وہ جماعت کی محنت کی برکت سے دین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنی مساجد کے لئے اسلامی ملکوں سے علماء، ائمہ اور خطباء، اور مکاتب کے لئے حفاظ اور قراء لائے، تاکہ وہ انہیں دین اسلام سکھائیں۔

ایک دوسری شہادت ایک بہت بڑے عالم دین کی ہے، جن کا تعلق ایک عرب برادر ملک سے ہے اور وہ ہیں: فضیلة الشیخ صالح بن علی الشویمان حفظہ اللہ تعالیٰ جو خود بنفس نفیس رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوئے اور پھر اس کی رپورٹ اپنے ملک کے مفتی اعظم کو پیش کی، چنانچہ وہ رپورٹ ملاحظہ ہو:

پاکستان کی تبلیغی جماعت کے بارے میں فضیلة الشیخ صالح ابن علی الشویمان کی رپورٹ

جو انہوں نے ۱۴۰۷ھ میں پیش کی، یہ رپورٹ ایک کتاب ”جلاء الاذھان عما اشتبہ فی جماعة التبلیغ بعض اھل الایمان“ سے لی گئی ہے جو مختلف خطوط کا مجموعہ ہے، جسے محترم مولانا غلام مصطفی حسن صاحب نے جمع کیا ہے اور مکتبہ محمدیہ ۸۶۔ وی: ۱، کشمیر روڈ غلام محمد آباد، فیصل آباد نے چھاپا ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

سماحة الوالد الکریم الشیخ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز الرئیس العام

لادارة البحوث العلمیه والافتاء والدعوة

والارشاد حفظه اللہ من کل سوء ووفقه

وسدد خطاه آمین.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد!

میری رخصت ۱/۳/۱۴۰۷ھ کو شروع ہوئی اور میں ۳/۳/۱۴۰۷ھ کو علماء اور طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ پاکستان کے سفر پر روانہ ہوا، ان علماء اور طلبہ کا تعلق مملکت کی مختلف جامعات سے تھا، یعنی جامعہ الاسلامیہ، جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ اور جامعہ الملک سعود وغیرہ۔

اس سفر میں ہم نے عجائبات کا مشاہدہ کیا، جب ہم لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچے تو ہمارا استقبال ایک ایسی صالح نوجوانوں کی جماعت نے کیا، جن کے چہروں اور داڑھیوں سے علم اور ایمان کا نور چمک رہا تھا۔

ہم ہوائی اڈے کی مسجد میں پہنچے تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد ہم سب مل جل کر بیٹھ گئے، ہمارا تعلق مختلف ممالک سے تھا، اب ان میں سے ایک نوجوان اٹھا اور اس نے ایسا بیان شروع کیا جو دلوں کو کھینچ رہا تھا، پھر گاڑیاں آگئیں اور ہمیں رائیونڈ لے گئیں، جہاں سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے، وہ خوبصورت اجتماع جسے دیکھ کر دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور آنکھیں ڈر، خوشی اور اللہ کے خوف سے بارش کی طرح آنسو بہاتی ہیں، یہ اجتماع اہل جنت کے اجتماع سے مشابہ ہے، جہاں نہ کوئی شور وغل تھا اور نہ کوئی تکلیف، نہ کوئی فضول بات، نہ لاقانونیت اور نہ جھوٹ۔ صاف ستھرا ماحول، نہ کوئی بدبو اور نہ کوئی گندگی۔ ہر چیز ذہانت وسلیقہ سے ترتیب دی ہوئی تھی۔ نہ ٹریفک پولیس، نہ عام پولیس اور نہ کوئی چوکیدار۔ جب کہ اجتماع میں آنے والوں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے۔

ایک فطری اور پاکیزہ زندگی ہے، جہاں ذکر اللہ کی فضا پھیلی ہوئی ہے، دن رات ہر طرف علمی محاضرات، دروس اور ذکر اللہ کے حلقے لگے ہوئے ہیں، بخدا! یہ ایک ایسا اجتماع ہے جس سے دل زندہ اور ایمان چمکتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

کتنا بارعب اور کتنا خوبصورت اجتماع ہے جو آپ کے سامنے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی بولتی ہوئی تصویر پیش کرتا ہے۔ ہر طرف محنت، علم، ذکر، میٹھی گفتگو، خوبصورت اعمال، عمدہ اسلامی حرکات اور ایمان اور علم سے چمکتے ہوئے چہرے آپ کو ملیں گے۔ آپ اس اجتماع میں صرف توحید، ذکر، تسبیح و تحمید، تحلیل وتکبیر، قرآن کریم کی تلاوت، السلام علیکم، وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ اور جزاکم اللہ خیراً جیسی باتیں سنیں گے۔

آپ کی نگاہ ایسی چیزوں پر پڑے گی جن سے آپ کو خوشی ہوگی اور آپ کا دل باغ باغ ہوجائے گا اور وہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو تروتازہ و زندہ کرنا ہے، جنہیں آپ ہر آن اور ہر وقت دیکھ کر لطف اندوز ہوں گے، یہ کتنا خوبصورت اور کتنا ہی عمدہ عظیم الشان اجتماع ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہاں آپ کو واضح طور پر قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا عملی نمونہ نظر آئے گا، کیا ہی خوب پاکیزہ اور سعادت مند زندگی ہے۔

میرے دل میں بار بار یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! اس قسم کی دعوت کا اجتماع مملکت سعودی عرب میں بھی منعقد ہو، اس لئے کہ ہر اچھے کام اسی مملکت کے ساتھ زیب دیتے ہیں اور اس لئے بھی کہ مرحوم ملک عبدالعزیزؒ کے ابتدائی تابندہ دور سے لے کر مملکت ہمیشہ ہر عمل خیر میں آگے آگے رہی ہے۔

اس عظیم اجتماع میں اکٹھے ہونے والے افراد جن کا تعلق دنیا کے مختلف ملکوں سے تھا، سب کی ایک شکل، ایک طبیعت، ایک بات اور ایک ہدف ہے، گویا وہ سب ایک باپ کی اولاد ہیں یا یہ سمجھیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ایک دل پیدا فرمایا اور ان سب میں تقسیم کردیا ہے۔

ان سب کا مقصد اور غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ دین کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور مسلمان نوجوانوں کی اصلاح کی جائے اور غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف راہنمائی کی جائے۔ تعجب ہے کہ ایسے صالحین کے خلاف جھوٹی خبریں پھیلانے والے کیوں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں؟؟؟

ان حضرات کے بارے میں شیخ عبدالمجید زندانی نے کیا خوب فرمایا ہے: ”یہ تو آسمان کی مخلوق ہے جو زمین پر چل پھر رہی ہے۔“

اس کے بعد کون ایسا دل ہوگا جو ان کو برا بھلا کہے اور ایسی باتوں کی تہمت لگانے کی جرأت کرے گا جو ان میں نہیں ہیں!

میرا خیال یہ ہے کہ اس جماعت کا ہدف اور مقصد بھی وہی ہے جو ہماری مملکت کا ہے اور وہ ہے: دنیا کے انسانوں کی اصلاح اور زمین کے چپہ چپہ پر امن وامان کی ترویج، اب آپ ہی بتائیں! کہ کون سی بات ان کی قابل گرفت ہے؟؟

اب دوبارہ اجتماع کی طرف آئیے! عشاء کے بعد جب بیان ختم ہوتا ہے تو دائیں، بائیں نگاہ دوڑائیں تو آپ کو مختلف علمی حلقے نظر آئیں گے، ان میں جس حلقے میں بھی آپ بیٹھیں گے، لطف اندوز ہوں گے اور وہاں سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا کر ہی اٹھیں گے، پھر جب سونے کا وقت ہوجاتا ہے اور چاروں طرف خاموشی اور سکون طاری ہوجاتا ہے تو آپ ان کو دیکھیں گے گویا جگہ جگہ ستون کھڑے ہیں اور نماز میں مشغول ہیں اور جب رات کا آخری وقت ہوتا ہے تو ان کو دیکھیں گے گویا شہد کی مکھیاں ہیں جو بھنبھنا رہی ہیں، ہر طرف آہ و بکا اور رو رو کے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ ان کے اور تمام مسلمانوں

کے گناہ معاف فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام مسلمان بھائیوں کو جہنم کی آگ سے بچائے اور سب لوگوں کو ہدایت بخشے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کریں۔

مختصر یہ کہ یہ ایک ایسا اجتماع ہے، جس میں ہر عالم اور ہر طالب علم کو آنا چاہئے، بلکہ ہر اس مسلمان کو آنا چاہئے جو دل میں اللہ کا خوف اور آخرت میں جنت کی امید رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے ذمہ دار حضرات کو جزائے خیر دے، ان کو ثابت قدم رکھے، ان کی مدد فرمائے اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ انہ سمیع مجیب۔

اب ان کے بارے میں سنیں جو اس اجتماع میں آنے والوں کی خدمت پر مقرر ہیں، وہ سب کے سب قرآن کریم کے حافظ ہیں، آٹا چھاننے والے کی زبان پر اللہ کا نام اور تسبیح وتکبیر جاری ہے، آٹا گوندھنے والے کی زبان پر اللہ کا نام، اللّٰہ اکبر، سبحان اللّٰہ، والحمد للّٰہ جاری ہے، اور روٹی پکانے والے کی زبان پر بھی اللہ کا نام، اللہ کا ذکر، تسبیح، تحمید اور تکبیر جاری ہے اور یہ ہم نے اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا، جب کہ ان کو ہمارے آنے کی پیشگی کوئی اطلاع نہیں تھی اور نہ ہی ان کو پتہ چلا کہ ہم دیکھ اور سن رہے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان پر بصیرت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور اپنے ذکر کی توفیق دی ہے، اور ان کو وہ سیدھا راستہ دکھایا ہے جس کی ہر مسلمان تمنا کرتا ہے۔

سماحۃ الشیخ! حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اس جماعت میں شامل ہوگا اور ان کی صحبت میں شامل ہوگا اور ان کی صحبت میں رہے گا وہ ضرور عملی طور پر داعی الی اللہ بن کر رہے گا۔

کاش! میں جب جامعہ میں طالب علم تھا، اس وقت سے اس جماعت سے متعارف ہوتا تو آج میں دعوت اور تمام علوم میں علامہ ہوتا۔

بخدا! میرا ان کے بارے میں یہ اعتقاد ہے اور قیامت کے روز کہ: ”جس دن مال، اولاد اور کوئی چیز کسی کے کام نہ آئے گی“ اگر جبار مجھ سے پوچھیں گے تو میں یہی جواب دوں گا۔

فضیلۃ الشیخ! کاش! وہ تمام دعاۃ حضرات جو آپ کے مبارک شعبہ کے ماتحت کام کرتے ہیں، وہ اس اجتماع میں شریک ہوں، اور جماعت کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلیں اور اخلاص اور دعوت کا انداز سیکھیں اور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اخلاق سیکھیں!

اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کو حق دکھائے اور اس کی اتباع کی توفیق دے اور رشد و ہدایت کی رہنمائی فرمائے اور اخلاص اور صحیح اعمال کی توفیق دے اور ہمیں ہمارے نفس، خواہشات اور شیطان کے شر سے بچائے اور اپنے دین کی نصرت فرمائے اور کلمہ حق کو بلند کرے اور ہماری حکومت کو اسلام سے عزت دے اور اسلام کو اس کے ذریعہ عزت دے اور وہی اس کے ولی اور اس پر قادر ہیں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحابہ

صالح بن علی الشویمان

عنیزہ کے علاقہ میں

دعوت وارشاد کا نمائندہ“

اس رپورٹ کے جواب میں سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے ان کو جو خط لکھا ہے اور جس کا نمبر ہے: ۱۰۰۷خ ۱۷۔۸۔۱۴۰۷ھ درج ذیل ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبدالعزیز بن باز کی طرف سے (روحانی بیٹے) مکرم ومحترم فضیلۃ الشیخ صالح بن علی الشویمان کی جانب! آپ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک بنائے، آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اما بعد!

میں نے آپ کی رپورٹ جو آپ نے پیش کی ہے پڑھی ہے، جس میں آپ نے اپنے اور اپنے ساتھ جانے والے علماء اور طلبہ، جن کا تعلق الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود اور جامعہ ملک سعود وغیرہ سے ہے، اس اجتماع میں شریک ہونے کی تفصیلات لکھی ہیں.... جسے تبلیغی جماعت نے رائیونڈ میں ربیع الاول ۱۴۰۷ھ میں منعقد کیا ہے... اس رپورٹ کو میں نے پڑھا ہے اور اسے کافی وشافی پایا ہے، اس رپورٹ میں اس اجتماع کی ایسی باریک تصویر پیش کی گئی ہے، جسے پڑھنے والے کو ایک شوق پیدا ہوتا ہے اور رپورٹ پڑھنے والا ایسا محسوس کرتا ہے کہ جیسے وہ خود اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

مجھے اس سے بھی بہت خوشی ہوئی کہ آپ سب حضرات نے اس اجتماع سے بہت سے فوائد حاصل کئے اور ذمہ دار حضرات سے تبادلۂ خیالات کیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، اور اس قسم کے اجتماعات زیادہ سے زیادہ ہوں اور ان سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نفع دے۔

بیشک اس وقت مسلمانوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اس قسم کی پاکیزہ ملاقاتیں ہوں، جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا تذکرہ ہو اور جن میں اسلام کو مضبوط پکڑنے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور توحید کو بدعات اور خرافات سے پاک رکھنے کی دعوت ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو، چاہے حاکم ہوں یا رعیت، اس فرض کی کامل ادائیگی کی توفیق دے۔

انہ جواد کریم .... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

الرئیس العام لادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد“

☆☆..........☆☆

ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفیؒ

رمضان کے بعد...

رمضان شریف آیا اور چلا گیا پھر وہی ہم ہیں پھر وہی مشاغل پھر وہی نفس شیطان ہیں اور پھر وہی حالات زندگی:

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

رمضان شریف کے متعلق کتنی فضیلتیں سنیں، کچھ اثر بھی محسوس کرتے ہو اور کچھ ان کا حق ادا کرنے کی توفیق بھی ہوئی! کچھ نہیں محسوس ہوتا! ہم جو عبادات وطاعات میں مشغول رہے ان کا کیا اجر ملا، ہمارے ایمان وروح میں کس قدر ترقی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی کس قدر رضا نصیب ہوئی کچھ محسوس نہیں ہوتا تو دیکھئے پہلے یہاں سے شروع کیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں احسانات واکرامات کا شکریہ ادا کریں جن کو محسوس کرتے ہیں اور جن سے ہر وقت کا واسطہ ہے اور عادات ڈالیں ان نعمتوں کی قدر دانی کی جب قدر کریں گے تو قلب اور روح میں صحیح صلاحیتیں پیدا ہوں گی، قابلیت پیدا ہوگی، اللہ میاں نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے اور روزہ داروں کو صلہ میں دوں گا، ہمیں آپ کو کیا معلوم کہ کن کن عنوانات سے اور کس قدر انعامات عطا ہو رہے ہیں، ہمارے اللہ میاں ایسے ہی مربی، ایسے ہی رحیم وکریم ہیں، ان کی رحمتیں اور بے بہا نعمتیں ہمارے احساسات سے بالاتر ہیں کیونکہ یہ سب روحانی وایمانی ہیں لیکن جو کچھ انعامات محسوسات میں سامنے ہیں ان کو ذرا مستحضر کرلیں اور شکر ادا کریں۔

اللہ میاں نے جب فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو معلوم ہوا کہ یہیں سے شفقت کا معاملہ شروع ہوا۔ اب تمہیں پاک وصاف ہوجانے کا موقع عطا فرمایا جارہا ہے، اس لئے کہ ناپاکی کے ساتھ نہ اللہ میاں سے تعلق ہوسکتا ہے اور نہ ان کے احسانات کا ادراک ہوسکتا ہے، تمہارے ہی نفع کے لئے اللہ میاں نے ذرا تیور بدل کر فرمایا کہ دیکھو اگر تم نے اس ماہ میں اپنے گناہ معاف نہ کروالئے تو برباد ہوجاؤ گے، اللہ میاں کا یہ تیور کام آگیا، بندے ڈر گئے اور لالچ میں بھی آگئے اور عرض کرنے لگے: یا اللہ! ہماری ساری زندگی کے گناہ معاف فرمادیجئے، ہم نہ جانے کہاں کہاں ملوث رہے اور نہ جانے کتنی لغویات اور معصیتوں میں اپنے دن گندگی میں گزار لئے ہم نے شرافت کے احساسات مٹالئے اور اپنا احساس بندگی ہی کھو بیٹھے، لیکن اب جبکہ ندامت کا احساس ہوا تو توبہ واستغفار کی توفیق ہوئی، چونکہ ندامت اور خلوص دل سے توبہ کرلی تو اللہ میاں نے اپنے وعدے کے مطابق معاف فرمادیا۔ اب قلب صاف ہوگیا اور ہم متقی اور پرہیزگار ہوگئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہم تم کو دس دنوں تک مورد رحمت بنائیں گے، کون سی رحمت جس کو اللہ میاں چاہتے ہیں کہ تمہارے لئے ہو اور جس کی تم کو ضرورت ہے پھر دس دنوں تک مورد مغفرت بنائیں گے اور اگر پھر بھی اندیشہ ہو تو دس دن ہم ایسے رکھیں گے کہ پروانۂ نجات دے دیں گے اب تو دوزخ سے چھٹی ہوگئی اور ایسے پاک وصاف ہوگئے کہ نفس بشریت کے جتنے فاسق مادے تھے سب دور ہوگئے، الا ماشاء اللہ، یہ انعامات کس کو مل رہے ہیں؟ روزہ دار مومنین کو، کون مومنین؟ جو ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، ارے وہ محبوب نبی جن کو اللہ جل شانہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا خود بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین اور آپ کو بھی رؤف الرحیم اور رحمت للعالمین بنایا، آپ ہی کی دل جوئی آپ ہی کی خاطر یہ سب انعامات مومنین کو عطا فرمائے، اسی محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو عالم ناز میں آکر اپنے رب سے کہتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنی مراد نہ پالوں اور جب تک اپنے امتیوں کے لئے تمام مغفرت کا سامان نہ کرالوں تو اللہ میاں فرماتے ہیں: اچھا ہم ایسا انعام دیں گے جو آپ کے امتیوں کے قیاس اور وہم وگمان میں بھی نہ آسکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مہینہ میرا ہے تو اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا ہی بنالینے کے لئے بہت سے ذرائع بھی عطا فرمائے اور ایسی عبادات وطاعت کی توفیق دی جس میں انہیں کی رضا جوئی پیش نظر تھی، چنانچہ روزہ داروں کی ساری رات عبادت میں گزر جاتی ہے، افطار سے پہلے ہی ہر مسلمان دنیا کے مشاغل سے فارغ ہوکر عبادات کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، چنانچہ روزہ افطار کے بعد نماز مغرب میں نوافل ادا کئے، اس کے بعد کھانا کھایا پھر تراویح سے فارغ ہوتے ہوتے کافی وقت گزر گیا اور دیر سے سونے کا وقت ملا۔ اس کے بعد جب سحری کے لئے بیدار ہوئے تو اس وقت نوافل تہجد، تسبیحات اور فراغت

قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعائیں ومناجاتیں، نماز فجر تک جاری رہیں، نماز فجر باجماعت ادا ہوئی پھر دن میں بھی اشراق و چاشت کی نمازیں، کلام پاک کی تلاوت، اذکار واوراد میں مشغولیت اور اس کے علاوہ دنیوی مشاغل میں ہر وقت ذکر اللہ اور پاکیزگی کا اہتمام رہا، یہ سب باتیں تعلق مع اللہ ہی تو پیدا کرنے والی ہیں، اگر ان سب کا خلاصہ نکالے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہم کو کتنا زیادہ کلام اللہ سننے اور پڑھنے کا موقع ملا جو ایک معنی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہی کی سعادت ہے پھر اور دنوں کے مقابلے میں اس ماہ مبارک میں زیادہ وقت دعاؤں اور مناجاتوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، ان سب باتوں کا حاصل الحمدللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب خصوصیات کی توفیق عطا فرمائی تو قبول بھی فرمایا اور یہی ہماری عبادت کی غایت تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے عنوانات عطا فرما کر ہم کو اپنا ہی بنالیا۔

روزہ داروں کے لئے اعلان ہورہا ہے کہ جنت سجائی جارہی ہے مبارکبادی جارہی ہے کیوں؟ ہمت افزائی کے لئے، ایمان افروزی کے لئے، اپنے تعلق خاص کے لئے، اس کے علاوہ کیا کرم چاہتے ہو؟ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہمارے فرشتے جو ہمہ وقت تسبیح و تحلیل میں مصروف رہتے ہیں ان کو حکم ہوتا ہے کہ ابھی اپنی اس عبادت سے رک جاؤ اور ہمارے بندوں کے لئے جو روزہ دار ہیں دعائے مغفرت کرو اور جو دعائیں بندے مانگیں اس پر آمین کہو، ارے کتنا بڑا احسان ہے کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے، اللہ میاں فرماتے ہیں کہ نادانو! تمہیں کیا معلوم ہم نے تمہیں کیا دے دیا؟ صفات ملکوتی تمہیں دیئے گئے ہیں اور فرشتوں کو روزہ رکھوا کر یعنی ان کی غذا تسبیح و تحلیل سے رکوا کر تمہارے لئے دعائیں کروائیں، اس ماہ مبارک میں اللہ میاں نے وہ دولت لازوال دے دی کہ اندازہ ہی مشکل ہے جنتوں میں بھی وہ بات نہیں جو اس عالم امکان میں عطا فرمائی یعنی اپنا کلام پاک نازل فرمایا یہ ایسا آخری انعام ہے کہ آج تک مخلوقات پر کبھی عطا نہ ہوا تھا جو انسان کو انسان بنادے، شرافت نفس پیدا کردے اور اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کردے اور پھر اسی کلام پاک میں ایک آیت ہے جو ہر چیز پر حاوی و بھاری ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا." (القرآن)

ترجمہ: "آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔"

تو اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا جو سراپا نور ہو اور جو اس سے تعلق رکھنے والوں کو نور علی نور بنادے، ہم نے تو اپنی سمجھ کے مطابق یوں تو ایک عمل تلاوت کلام اللہ کیا مگر نقوش کی زیارت سے آنکھیں منور ہوگئیں، کانوں نے سنا تو سماعت میں نور پیدا ہوگیا، زبان سے الفاظ ادا کئے تو زبان میں نور پیدا ہوگیا، اقدر کرو اور شکر ادا کرو ایک عمل میں تین انعامات ملے۔ یہ کلام اللہ، عالم کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ابدی و سرمدی نعمت لازوال غیر مترقبہ ہے۔

تیس دن تک اللہ میاں نے مسلسل تم کو تراویح میں اپنا کلام سنوایا، اپنے جنت کے لئے وعدے تازے فرمائے، دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور اس سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اس سے بڑی بات اور کیا چاہئے کہ تیس دن تک احکم الحاکمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا، دور سے نہیں بالکل قریب سے اتنا قریب بلالیا کہ تمام عمر مجاہدے کرتے رہتے تب بھی اتنا قریب نہیں آسکتے تھے بغیر استحقاق کے روزانہ زائد بیس رکعت نماز تراویح کے ذریعہ سے چالیس مقامات قرب مزید عطا فرمادیئے، ہر سجدہ مقام قرب ہی تو ہوتا ہے، اس طرح کہ ہر دوسرا سجدہ مقام اعلیٰ پر ہوتا ہے، اس طرح مقام قرب میں پیہم ترقی عطا فرمائی، یہ سب علامات تعلق مع اللہ ہیں۔

اس ماہ مبارک میں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت لیلۃ القدر عطا فرمائی کیا ہم لوگوں کے وہم وگمان میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے روزہ دار بندوں کو کیا کیا انعامات عطا فرمانے والے ہیں، نہ فرشتوں کے نہ نبیوں کے کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی کوئی تمنا کرسکتا تھا، یہ وہی لیلۃ القدر ہے جس میں مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ساتھ منجانب اللہ ملائکہ رحمت کو لے کر دنیا میں سلامتی کے لئے تشریف لاتے ہیں، آج تک کسی امت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہی نہیں تھا، کتنی خصوصیت ہے ہم لوگوں کے ساتھ، لا الہ الا اللہ تمام کائنات عالم ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب مل کر تمنا کرتے، مجاہدے کرتے تب بھی ان کے وہم وگمان میں نہ آتا کہ لیلۃ القدر میں کتنی سلامتیاں ہیں کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو بغیر کسی خاص عبادت کے صلہ میں حاصل ہورہی ہیں محض اپنے فضل سے، محض اپنے کرم سے، محض اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دولت لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

اب اتنی باتیں تو ہوگئیں، تمام انعامات دے دیئے، چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، انعام مل گیا ہے اور اسی لئے عید کے دن اول ہی وقت نماز شکرانہ ادا کرلی، دینے والے نے کچھ دے ہی دیا، تب ہی تو ہم پر شکر واجب ہوا، اب اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مسلمان نماز عید الفطر

کے لئے جمع ہوتے ہیں اور خدا کی تجلیات کبریائی کے لئے چھ زائد تکبیریں ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ مجمع کیا چاہتا ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ! یہ جو آپ کے انعامات لئے بیٹھے ہیں ان کا شکر ادا کرنے آئے ہیں وہ شکرانہ نماز جو آپ نے واجب فرمائی ہے تو اللہ میاں فرمائیں گے کہ کہہ دو سب بخشے بخشائے ہیں یہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے جس پر ہمارا ایمان وایقان ہے۔

دیکھو تم کو اب ایسی شرافت، انسانیت اور شرافت نفس عطا ہوئی ہے کہ نفس وشیطان مضمحل ہوکر پامال ہوگئے، تم خدا کی رضا جوئی میں کامیاب ہوگئے اور تمہاری صلاحیتیں درست ہوگئیں اور اللہ کا تم پر بڑا ہی فضل ہوا، جاؤ خوشی مناؤ لیکن افسوس کہ ہم ان صلاحیتوں کی چند دنوں بعد ناقدری شروع کردیتے ہیں تو دیکھو کبھی ایسی ناقدری نہ کرو، ارادہ کرلو کہ جو صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں ان کو قائم رکھیں گے، اپنے نفس کو، آنکھ کو، دل کو، زبان کو، اپنے ہر معاملات میں پاک رکھیں گے اور اللہ ہی کے فضل سے امید رکھیں کہ اب انشاء اللہ ہم کو اللہ کی رضا جوئی میں آسانیاں ہوجائیں گی۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتنے بہت سے انعامات واحسانات لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا یہ کیا بات ہے؟ آپ کو اور کیا محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے کھانا کھایا، پیٹ بھر لیا کچھ خبر ہے معدہ کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ محسوس کیجئے، زور لگایئے اور بتلایئے غذا رگوں میں کس طرح تقسیم ہو رہی ہے، تحلیل شدہ غذا کے اجزا اور ثمرات خون بن کر رگ وپے کو کس طرح قوت بخش رہے ہیں، کچھ نہیں محسوس ہوتا لیکن سب جزو بدن ہو رہا ہے، آنکھ کو بینائی مل رہی ہے، کانوں کو سماعت مل رہی ہے، زبان کو گویائی مل رہی ہے، دماغ کو حافظہ مل رہا ہے، اسی غذا کی وجہ سے تو یہ سب کچھ ہے جو پیٹ میں ہے، یہ سب کچھ ذرا غور کرکے محسوس کرکے بتلایئے کہ کتنی بینائی بڑھی، کتنی سماعت بڑھی، کتنی گویائی بڑھی، یہ سب کارخانہ مادی ہے جو کام کر رہا ہے، بتاؤ کچھ محسوس ہوا؟ لطیف سے لطیف چیزیں اسی غذا کی بدولت پیدا ہو رہی ہیں، احساسات، جذبات، تخلیات، ایثار، محبت وذہانت، شرافت، فراست سب پرورش پا رہے ہیں کچھ محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ کیسے ہو رہا ہے، لیکن سب ہو رہا ہے، ہاں آپ صرف یہ محسوس کریں گے کہ صحت وقوت پیدا ہوئی اور ترقی کی نشو ونما کی صلاحیتیں پیدا ہوئیں اسی طرح روح کی غذا اللہ کا ذکر اور اللہ کے اوامر میں اور پرہیز نواہی میں، الحمدللہ! تیس دن تک آنکھوں، کانوں، اور زبانوں کا پرہیز کرلیا، توبہ استغفار کرلیا، تقاضائے فطری اور نفسانی جو جائز بھی تھے لیکن اللہ میاں کے لئے انہیں بھی کچھ وقت کے لئے ترک کردیا تاکہ صفات ملکوتی اچھی طرح پرورش پاسکیں روح کو غذا بھی الحمدللہ ملتی رہی، ذکر اللہ، کلام اللہ، تسبیحات، نوافل کی سعادتیں بھی نصیب رہیں تو روح نے ساری ایمانی غذا لے لی پھر لیلۃ القدر جو تجلیات لے کر آئی تھی وہ سارے تجلیات و انوار روح نے جذب کرلئے اب غور کیجئے کہ جب مادی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں تو جسم کی لطافت روحانیہ، ایمانیہ کیسے محسوس ہو، آثار معلوم ہوتے ہیں جیسے جسم کی صحت کے آثار معلوم ہوتے ہیں، جو کچھ آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا گیا اس میں نہ تو تعلّی ہے، نہ شاعری نہ مبالغہ، سب حقیقت ہے۔

اب دعا کیجئے یا اللہ! جو کچھ ہم نے سنا اور کہا یہ سب آپ کی عطا ہے، یا اللہ! آپ کے انعامات برحق آپ کے احسانات برحق، آپ نے تو یا اللہ! ہمیں یقیناً اپنی رحمتوں اور تعلق خصوصی سے مالا مال فرمادیا اور ہم جس کے حق دار نہ تھے آپ نے وہ بھی عطا فرمادیا، یا اللہ! اس دولت عظیم کو ہم سنبھالیں کیسے؟ ہمارے نفس وشیطان دونوں ڈاکو ہیں، یا اللہ! یہ تو آپ کی دی ہوئی دولت ہے، آپ ہی حفاظت فرمادیجئے، یا اللہ ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان انعامات کی قدر کریں، اور ان کا صحیح مصرف کریں اور ہمیشہ طلب مغفرت واستغفار اور آپ کی رضا جوئی کرتے رہیں، یا اللہ! آپ نے جو صلاحیتیں درست فرمادی ہیں ان کو روبکار رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ! اپنے بندوں میں مکرم فرمایا ہے تو اب ہم ذلیل نہ ہوں، یا اللہ! آپ نے ماہ مبارک میں سب کچھ دیا ہے تو اور مہینوں میں بھی عطا فرماتے رہئے، تمام مخلوق پر آپ نے فضیلت دی ہے مومن ہونے کی حیثیت سے تو اے اللہ! اب ہم پر اور دنیاوی اثر کوئی غالب نہ آنے پائے، یا اللہ! آپ نے ایسی حالت پر ہم کو پہنچادیا ہے کہ اب ہم سے خوش ہی ہوجایئے اور ہم کو بھی خوش رکھئے:

"اللّٰھم زدنا ولا تنقصنا
واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا
واثرنا ولا تؤثر علینا وارضنا
وارض عنا"

یا اللہ! آپ نے جو انعامات عطا فرمائے ہیں ان کو ہماری غلطیوں سے نقصان نہ پہنچنے پائے اور اگر ہم سے غلطیاں سرزد ہوں تو آپ اپنی رحمت و مغفرت سے تلافی فرمادیجئے ہم کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ! ہم کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ زندہ رکھئے اور اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کے ساتھ زندہ رکھئے اور جب خاتمہ ہو تو انہیں چیزوں پر، آپ کی رضائے کاملہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ حاصل ہو اور بغیر حساب کتاب یا اللہ! ہم سب جنت میں داخل ہوجائیں۔ آمین۔ ☆......☆

ابوفراز

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آج پاکستان کے مسلمان اور ہمارے حکمران جس تیزی سے دشمنوں کے جال میں الجھتے جا رہے ہیں، اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ عوام کے سامنے تو جیسے ایک ہی عفریت مہنگائی کی شکل میں سامنے کھڑا ہے، ہر طرف لوگ اسی کا رونا روتے اور اسی پر تبصرہ کرتے نظر آتے ہیں، ہمیں ادراک ہی نہیں کہ اس وقت ہمارا سب سے خطرناک دشمن قادیانی ٹولا اپنے آقاؤں، یہود و نصاریٰ کی سرپرستی میں ہمارے خلاف کیا کیا گل کھلا رہا ہے اور دنیا کی واحد مسلم ایٹمی طاقت ان کے شکنجوں میں کس طرح یرغمال بنتی جا رہی ہے اور ہم ۱۹۷۱ء کی طرح اپنی دنیاوی تفکرات میں ڈوبے ہوئے ہیں، کھیل کے میدان اسی طرح بھرے ہوئے، ہوٹلوں اور تفریح گاہوں میں اژدہام، تقریبات کی دھوم دھام، کسی کو بھی احساس نہیں کہ ہم کن مشکلات میں گھرتے جا رہے ہیں۔

یہ تو وہ وقت تھا کہ ۱۹۶۵ء کی طرح پوری قوم کو دشمن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جانا چاہئے تھا، تاکہ دشمنوں کو احساس ہوتا کہ ابھی یہ قوم زندہ ہے۔ پچھلے دو دن یعنی ۳۰ اور ۳۱ جولائی کے ہی اخبارات اٹھائیے اور سرخیاں ملاحظہ کیجئے:

۱:...... مالیاتی سال کے آخری دو دنوں میں حکومت نے ۵۵ ارب روپے قرض لے کر مالیاتی خسارہ دگنا کر دیا اور نئے سال کے ۲۵ دنوں میں ۳۲ ارب روپے کا قرض لیا، گورنر اسٹیٹ بینک۔

۲:...... بینکوں سے قرضوں کا حصول حکومت نے سابقہ ریکارڈ توڑ دیا، شوکت عزیز کی حکومت نے یکم جولائی سے ۱۵/نومبر ۲۰۰۷ء کے دوران ۲۰ ہفتوں میں ۱۳۷ ارب روپے قرض لئے، موجودہ حکومت نے ۲۵/مارچ سے ۳۰/جون ۲۰۰۸ء تک صرف ۱۳ ہفتوں میں ۳۲۵ ارب روپے کے ریکارڈ قرضے لئے۔

۳:...... بش کو یقین دہانی کے بعد پاکستان عملی قدم اٹھائے، افغانستان، امریکا اور نیٹو کو بتا دیا کہ افغانستان میں دہشت گردی کی جڑیں پاکستانی علاقے میں ہیں: صدارتی ترجمان۔

۴:...... فوجی قیادت قبائلی علاقوں میں ۱۱ویں کور کی تعیناتی پر رضا مند ہوگئی: امریکی اخبار کا دعویٰ۔

۵:...... افغانستان کے لئے مزید فوج اور مالی امداد کی ضرورت ہے: نیٹو کمانڈر۔

۶:...... پاکستان کنٹرول لائن پر سیز فائر کا احترام کرے: بھارت۔

۷:...... پاک فضائیہ پر سرحدی خلاف ورزی کا بھارتی الزام۔

۸:...... بھارتی فوج نے ہماری سرحد پر چوکی بنانا چاہی روکا تو انڈین آرمی نے فائرنگ کر دی: ترجمان پاک فوج۔

۹:...... ایران سے متعلق امریکی حکمت عملی میں تبدیلی خوش آئند ہے، احمدی نژاد، دو طرفہ ہم آہنگی سے معاملات بہتر ہو سکتے ہیں، امریکی رویے میں تبدیلی چال بھی ہو سکتی ہے۔

☆...... پاکستان نے آئی ایس آئی طالبان روابط کے الزامات مسترد کر دیے، مغربی میڈیا یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ براہداغ کرزئی کے پاس کیا کر رہا ہے: مشیر داخلہ۔ (۳۱/جولائی ۲۰۰۸ء)

☆...... سوات میں شدید جھڑپیں ۲۵ طالبان مارے گئے آئی ایس پی آر۔ ۲۵ اہلکار جاں بحق ہوئے: ترجمان طالبان۔

☆...... پاک فوج پر بلا اشتعال فائرنگ کا بھارتی الزام۔

☆...... پاکستان پر الزامات کے پیچھے بیرونی قوتیں ہیں: حسین حقانی۔

☆...... پاکستان میں امن معاہدوں سے عسکریت پسندی میں اضافہ ہو گیا: نیٹو۔

☆...... افغانی سرحد پر اتحادی فوجوں کی تعداد میں اضافہ، پاکستانی علاقہ پر گولہ باری۔

کیا یہ ایسی خبریں ہیں کہ جن کی طرف سے آنکھیں بند کر کے ہم مہنگائی پر ہی اپنی ساری توجہ مرکوز رکھیں؟ کہیں ہمیں مہنگائی کا نشہ پلا کے ہمارا کوئی اور عضو تو کاٹنے کی سازش نہیں ہو رہی ہے، جیسے سرجن انسانی جسم کا کوئی عضو علیحدہ کرنے کے لئے بے ہوشی کا انجکشن لگاتا ہے، کیا ہمیں ۱۹۷۱ء جیسے حالات پیدا کر کے اسی طرح کے جال میں تو نہیں پھنسایا جا رہا، جب ہم نہ صرف مشرقی پاکستان

سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے بلکہ ہمارے نوے ہزار فوجی دشمن کے نرغے میں گھر کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے تھے، ہمیں سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین کی اس تقریر پر توجہ دینا چاہئے جس میں انہوں نے کہا:

”بلوچستان کو حقوق نہ ملے تو پاکستانیوں کو وہاں جانے کے لئے پاسپورٹ درکار ہوگا، چند گنے چنے سیاسی رہنما رہ گئے ہیں جو بلوچستان میں رہ کر وفاق کی بات کرتے ہیں، مرکز نے پالیسیاں تبدیل نہ کیں تو ہم علیحدگی کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہوں گے۔“

اس سے پہلے کہ بی این پی مکتی باہنی بن جائے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ وقت قبائلی مسئلہ میں الجھنے کا ہے یا بے چین بلوچیوں کے مسائل سننا اور آپس مین بیٹھ کر معاملات طے کرنے کا ہے، ہر مسئلہ کا حل گولی نہیں ہوتی، فیصلے آزاد اقوام کی طرح باہر کے بجائے اپنے ملک میں اور اپنے مفاد میں کرنا چاہئے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ ماضی میں کیا سویت یونین افغانستان میں پوست کی فصل پر قبضہ کرنے داخل ہوا تھا؟ اور اب ایران کو جو تھوڑا وقفہ دیا گیا اس کا مقصد کیا ہے؟

آئی ایس آئی جیسا قومی ادارہ جسے جنرل حمید گل پاکستان کی فرسٹ ڈیفنس لائن قرار دیتے ہیں اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے، اس کے پر کترنے کی سازشیں کیوں شروع ہوچکی ہیں؟ بھارت کی بڑھتی ہوئی چھیڑ خانیاں اور بلوچستان کے حالات کیا ہمیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ قبائلیوں کے ساتھ الجھا جائے اور وہ بھی مغربی دباؤ کے پیش نظر، خدارا! میڈیا اور قادیانیوں کے ہاتھوں کھلونا بننے کے بجائے ملک وقوم کے مفاد میں فیصلے کریں ورنہ مستقبل کا مورخ ہمیں ایٹمی طاقت ماننے کے باوجود احمق قرار دے گا۔

امریکا کی بیڑیاں ڈالے، این آر او کی ہتھکڑیاں پہنے حکومت سے ہم کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ وہ بروقت اور آزادانہ فیصلے کرسکے گی، جب تک عدلیہ آزاد ہو ہم ہی غلام نہ بن چکے ہوں، خود حکمران اپنی حکومت کی بقا سے متعلق ابھی تک غیر یقینی کی کیفیت میں ہیں اور بدحواسی میں تیزی سے بلکتی سسکتی قوم کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے میں مشغول ہیں جس طرح لیموں کا شربت بنانے والے لیموں کا چھلکا کچرے کے ڈبے میں پھینکنے سے پہلے پوری کوشش کرتا ہے کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ بچے، اس لئے قرض لینے کی رفتار بھی انتہائی تیز ہوچکی ہے، ہم نہ معلوم کب تک نوٹ چھاپتے رہیں گے ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب ایک کلو دال لینے کے لئے ایک ہزار کا نوٹ لے کر جانا پڑے گا۔

ہمیں جنرل اسلم بیگ کے اس بیان کو انتہائی غور سے پڑھنا چاہئے:

”مشکل وقت میں مشکل فیصلوں کے نتائج اچھے نکلتے ہیں، ۱۸/فروری کے مینڈیٹ سے انحراف کرنے والی جماعت پر امریکا اور این آر او کا دباؤ ہے، پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کوئی نہیں چھین سکتا، ۱۹۹۰ء میں امریکی ایما پر بھارت اور اسرائیل پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم کرنا چاہتے تھے، ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے چھ ماہ میں ایٹمی ڈلیوری سسٹم بنا کر دیا، بے نظیر بھٹو نے وزیر خارجہ کے ذریعہ بھارت کو سخت ایکشن کا پیغام بھیجا، غلام اسحاق خان نے رابرٹ گیٹس کو اچھی طرح ٹھنڈا کردیا۔“

یہ ہیں آزاد قوم کے بروقت فیصلے!!!

ہمیں موجودہ حالات کو ماضی کے واقعات کے تسلسل میں دیکھنا چاہئے کہ جب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مفتی نظام الدین شامزیؒ اور دوسرے اکابر علماء کرام کو یکے بعد دیگرے شہید کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو ہم نہ جاگے، پھر نشتر پارک میں بم دھماکا ہوا سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے، تب بھی ہم سوتے رہے، سیاسی جلسے جلوسوں میں بم پھٹتے رہے جن میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا ناحق خون بہتا رہا اور ہماری عقلوں پر پردہ پڑا رہا، پھر ہماری مسلمانیت کا اندازہ لگانے کے بعد جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر بے رحمانہ بم اور گولیاں برسائی گئیں اور معصوم طالبات کے تڑپتے جسموں اور قرآن کریم کے جلتے اوراق ہم سے سوال کرتے رہ گئے کہ ہمارا قصور تو بتاؤ؟ اور ہم پھر بھی ہوش میں نہ آئے تو قادیانی ٹولہ سمجھ گیا کہ اب ہم بے جان لاش ہیں، ان کے آقاؤں کو پل پل کی خبر تھی۔

ہمارے ایمان کو تول کر پھر انہوں نے مسلمانوں کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھا کہ اب ساری دنیا کے مسلمانوں کے ایمان کو تولو، رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ خاکے شائع ہوئے، قرآن کریم کی بے حرمتی شروع ہوئی اور دو ارب مسلمانوں میں ایک عامر چیمہؒ ہی سچا عاشق رسول بن کر کامیاب رہا، چند ممالک کے بائیکاٹ کے ذریعہ کسی کا تھوڑا بہت مالی نقصان ہوا بھی تو اسے سود خور قوم نے پورا کردیا، اب دشمن کا راستہ صاف تھا، کہیں سے کوئی رکاوٹ نہ دیکھ کر اب انہوں نے دہشت گردی کی آڑ میں مدارس، مساجد کے خلاف سازشیں شروع کیں جو آج تک جاری ہیں اور ہم ابھی تک آٹے دال اور بجلی کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں، ایمان کی کسی

کو فکر نہیں، پھر ہمارے حکمران بھی اس سازشی قادیانی ٹولے کے ہم رکاب بنے ہوئے ہیں۔

سوال تو اب یہ ہے کہ حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے تو سیاست دان، اخبارات، علماء کرام، دانشور اور کالم نویس بہت ہیں، مقتدر طبقہ کو جگانے کے لئے جنرل حمید گل، جنرل اسلم بیگ جیسے بے شمار لوگ موجود ہیں ہمیں کون جگائے گا؟؟

ہمیں جگانے والی کتاب قرآن مجید کی جگہ تو مدت سے ہمارے گھر کے ٹی وی نے لے لی، دینی کتب رسائل وجرائد کی جگہ فیشن میگزین اور رومانی وایڈونچر نہادوں نے لے لی، تسبیح کی جگہ نت نئے ماڈل کے موبائل سیٹوں نے لے لی، آخرت کی فکر کی جگہ مہنگائی کی فکر نے لے لی، علماء کرام کے بیانوں کی جگہ ہندی، انگریزی فلموں کی سی ڈیز نے لے لی، مساجد سے تو ہم ایسے دور بھاگنے لگے جیسے اذان سے شیطان۔ توحید و رسالت پر ایمان و یقین خود ہمارے دلوں میں نہیں تو ہمارے بچوں کے دلوں میں کون بٹھائے گا؟ کلمہ کی حقیقت نماز اور دین کے انتہائی بنیادی مسائل کا تو ہمیں خود علم نہیں، ان بچوں کو کون بتائے گا، نماز ہم خود نہیں پڑھتے انہیں کون پڑھوائے گا؟ دنیا کمانا ہی جب ہماری زندگی کا مقصد بن گیا تو انہیں دنیا میں آنے کا مقصد کون بتائے گا، گیند بلا تو ہم نے ان کے ہاتھ میں خود پکڑایا، دین کو تھامنا انہیں کون بتائے گا؟ مغربی فیشن کے جال میں ہم خود الجھے ہوئے ہیں انہیں اس سے کون بچائے گا؟

غرض جب ہم خود نام کے مسلمان ہیں تو انہیں مسلمان بننا کون سکھائے گا؟ کوئی نہیں آئے گا، کبھی نہیں آئے گا، ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو خود جگانا پڑے گا، اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں تو ہمیں یہ کام خود آپس میں کرنا پڑے گا۔ یہ سب پختہ کرنا ہوگا کہ ختم نبوت کے طفیل یہ کام امت کے ہر فرد کا ہے یہ ہر ایک کی ذمہ داری ہے، بچوں کو ان کے مشاغل کا متبادل فراہم کرنا ہوگا، کیونکہ بقول شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ:

"انسانی طبیعتیں ہمیشہ کسی چیز سے اسی وقت دستبردار ہوتی ہیں جب ان کو اس کا بدل مل جائے، انسان فطرتاً کچھ کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اور اس کی فطرت کا تقاضا عمل اور مشغولیت ہے، بالکل بیکار اور معطل ہوجانا اس کی فطرت کے خلاف ہے۔"

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

☆☆......☆......☆☆

HB ®
TRUSTABLE
MARK

Hameed ®
BROS
JEWELLERS

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

مولانا محمد انس فاروقی جلال پوری

مسئلہ نزولِ مسیح اور قادیانی دھوکہ دہی

امت مسلمہ کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ مکمل ہوگیا، آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا یا اسی طرح کوئی اس کو مانے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے آج تک تمام اسلامی حکومتوں کا عمل بھی اسی پر رہا ہے۔

الغرض یہ امت کا اجماعی عقیدہ اور اسلامی حکومتوں کا دستور العمل رہا ہے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو ایسا ہی نبی کہتا ہے، جیسے کہ پہلے نبی اور رسول تھے اور اپنے نہ ماننے والوں کو اسی طرح کا کافر قرار دیتا ہے جس طرح پہلے پیغمبروں کے منکر کافر ہیں، اس لئے مرزا اور ان کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ ختم نہ ہوا ہوتا تب بھی مرزا قادیانی ہرگز اس لائق نہ تھا کہ اللہ رب العزت اس کو نبی اور رسول بنا کر بھیجتے خود اس کی کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ وہ سیرت اور کردار کے لحاظ سے ایک گھٹیا درجہ کا آدمی تھا، خالص دینی اور مذہبی بحثوں میں بھی بڑی جرأت اور بے باکی سے جھوٹ بولتا تھا اسی طرح جھوٹی پیشین گوئیوں میں بھی بڑا بے باک تھا، اس نے اپنی بعض پیشین گوئیوں کو اپنے صدق اور کذب کا معیار قرار دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پیشین گوئیوں کو بھی غلط ثابت کر کے اس کا کاذب اور مفتری ہونا ساری دنیا پر ظاہر کردیا، ان پیشین گوئیوں میں سے خاص کر اپنی ایک رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کی پیشین گوئی کرنا لیکن اس کا دوسری جگہ نکاح ہوجانے پر اس کے شوہر سلطان محمد کی معینہ مدت کے اندر موت کی پیشین گوئی کرنا، اللہ رب العزت نے مرزا کی اس پیشین گوئی کو غلط ثابت کر کے مرزا کو اس قدر ذلیل اور رسوا کیا کہ شاید تاریخ میں کوئی اتنا ذلیل و رسوا ہوا ہو۔

تمام قادیانی مرزا قادیانی کو نبی، رسول، مسیح موعود اور صاحب وحی مانتے ہیں اور اس کے ان دعوؤں کی تصدیق کر کے اس کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں اور اسی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو مرزا کو نبی اور مسیح موعود نہیں مانتے کافر قرار دیتے ہیں۔

یہ ہے قادیانیوں اور مسلمانوں میں بنیادی اختلاف جس کو معمولی ذہن والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے، لیکن قادیانیوں کی یہ پرانی چال اور ترکیب ہے کہ وہ اپنے عقائد اور عام فہم اختلاف سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے حیات مسیح اور نزول مسیح کی بحث چھیڑتے ہیں اور اس چال سے وہ کئی قسم کے مقاصد حاصل کرتے ہیں:

۱:...... سیدھے سادے عوام جو قرآن و حدیث کا براہ راست علم نہیں رکھتے، اس مسئلہ سے متعلق فریقین کی باتیں سن کر یا تحریریں پڑھ کر یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ایک علمی قسم کا اختلاف ہے اور دونوں طرف سے قرآن کی آیات اور احادیث پیش کی جاتی ہیں اور دیگر کتابوں کے حوالے دیے جاتے ہیں، ایک فریق ان آیات و احادیث کا ایک مطلب بیان کرتا ہے اور دوسرا فریق اور مطلب نکالتا ہے اگر بیچاری عوام یہ اثر لے لے تو ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا مقصد حاصل ہوگیا اور وہ اپنی اصل حقیقت کو عوام سے چھپانے میں کامیاب ہوگئے۔

۲:...... حیات مسیح اور نزول مسیح کی بحث کو اپنے لئے یوں بھی مفید سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں مغربی اقوام خاص کر ہمارے برصغیر میں انیسویں اور بیسویں صدی میں انگریزوں کی حکومت اور ان کے قائم کئے ہوئے نظام تعلیم کی وجہ سے تقریباً ایک صدی سے یہ ذہنیت فروغ پارہی ہے کہ جو بات ہماری عقل سے کچھ بھی بالاتر ہو اور ہماری ناقص عقل میں نہ آئے تو اس کا انکار کردیا جائے اسی اصول کے پیش نظر عقلمندی کا دعویٰ کرنے والے لاکھوں بدبختوں نے خدا کا بھی انکار کردیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا، ان کی حیات اور پھر آخری زمانہ میں ان کے نزول کا مسئلہ بھی اسی قسم کا ہے تو قادیانی اس مسئلہ کو اس وجہ سے بھی چھیڑتے ہیں کہ اس میں ان مغرب زدہ طبقہ کو اپنے جال میں پھانسنے کی خاص امید ہوتی

ہے، حالانکہ اس بحث اور اختلاف کا تعلق ایسی ذات سے ہے جس کا وجود ہی نرالا ہے اور قانون فطرت سے بالکل الگ ہے۔

قرآن مجید کا بیان ہے کہ وہ اس طرح پیدا نہیں ہوئے جس طرح عام دنیا کے لوگ پیدا ہوتے ہیں یا جس طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت اور حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھونک کے توسط سے اپنی ماں حضرت مریم کے بطن مبارک سے بغیر کسی مرد کے چھونے کے معجزانہ طور پر پیدا کئے گئے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ مریم کی آیات نمبر ۱۹ تا ۲۳ میں ان کی معجزانہ پیدائش کا حال پوری تفصیل سے موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

''بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی، بولا یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا۔ پھر پیٹ میں لیا اس کو پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں، پھر لے آیا اس کو دردزہ ایک کھجور کی جڑ میں، بولی کسی طرح میں مرچکی ہوتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو کردیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ۔'' (تفسیر عثمانی، ج۲)

ان آیات مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا پورا ذکر موجود ہے، ایک عجیب بات قرآن مجید نے ان کے بارے میں یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ جب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکم سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئے تو ان کی والدہ ان کو گود میں لے کر بستی میں تشریف لائیں تو قوم کے لوگوں اور بستی والوں نے ان کے خلاف برے خیالات کا اظہار کیا اور ان پر بہتان لگائے تو اس نومولود بچہ (حضرت عیسیٰ بن مریم) نے اللہ کے حکم سے اس وقت کلام کیا اپنے اور اپنی والدہ حضرت مریم کی پاکبازی کے بارے میں بیان دیا جو قرآن مجید کی سورۂ مریم کی آیات ۲۷ تا ۳۰ میں موجود ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا، نہ تھی تیری ماں بدکار، پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو، بولے کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا، وہ بولا، میں بندہ ہوں اللہ کا، مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں۔'' (تفسیر عثمانی جلد دوم، ص:۶۲)

الغرض قرآن مجید اس کا شاہد اور انسانی تاریخ بھی اس کی گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت بالکل نرالی اور آپ کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معجزہ تھا۔

قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس میں کسی اور پیغمبر کے ایسے معجزے ذکر نہیں کئے گئے جتنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان کئے ہیں۔

جب ایسی شخصیت وہستی کے بارے میں اللہ کی کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں کہ ان کے دشمن یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا شیطانی منصوبہ بنایا تھا تو اللہ رب العزت نے اس کو اپنی خاص قدرت سے ناکام کردیا اور ان کو صحیح سالم آسمان پر اٹھالیا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ''

اور قیامت سے پہلے اللہ کے حکم سے پھر نازل ہوں گے اور یہیں وفات پائیں گے اور ان کی وفات سے پہلے اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے دین محمدی کی خدمت لیں گے اور ان کا نزول بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک خاص نشانی ہوگا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا۔'' (الزخرف:۶۱)

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اور ان کے وجود کی بالکل معجزانہ نوعیت کو پیش نظر رکھا جائے تو حیات مسیح اور نزول مسیح سے متعلق وہ وساوس اور شبہات پیدا ہی نہیں ہوسکیں گے جو قادیانیوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جس کی اطلاع قرآن کریم اور احادیث میں تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول اس وقت ہوگا جب قیامت بالکل قریب ہوگی اور اس کی قریب ترین نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہوگا اور وہ حوادث اور خوارق رونما ہوں گے جن کا آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا انہی خوارق میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کا ظہور بھی ہوگا پس عیسیٰ علیہ السلام کے نزول یا دجال کے ظہور کا اس بنیاد پر انکار کرنا کہ ان کی جو نوعیت اور تفصیل احادیث میں بیان کی گئی ہے وہ ہماری کوتاہ عقل میں نہیں سماسکتی بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ قیامت، جنت اور دوزخ کا اس بنیاد پر انکار کردیا جائے حالانکہ ان

کی جو تفصیلات خود قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہیں ہماری عقلیں ان کو بھی ہضم نہیں کر سکتیں جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں ان کی اصل مجبوری یہ ہے کہ وہ خدا کی معرفت اور قدرت کی وسعت سے ناآشنا ہیں اور اپنے محدود تجربہ و مشاہدہ اور اپنی ناقص و خام عقل کو انہوں نے خدا کی وحی اور انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات سے زیادہ قابل اعتماد سمجھا ہے اور ان کے نزدیک اس کا نام عقلمندی ہے۔

مسئلہ حیات مسیح و نزول مسیح کے سلسلہ میں قادیانی جو شبہات اور سوالات جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کو کئی سو سال ہو چکے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی اتنی مدت تک زندہ رہے اور اگر وہ زندہ ہیں اور آسمان پر ہیں تو وہاں ان کے کھانے پینے اور دیگر انسانی ضروریات کا کیا انتظام ہے؟

اگرچہ یہ سوال نہایت ہی بے وقوفانہ اور جاہلانہ ہے اس طرح کے وسوسے اور خیال قادیانیوں کے خاص آلات ہیں اور دین و مذہب سے ناواقف لوگوں کو انہی کے ذریعے شکار کرتے ہیں تاہم سب سے پہلی بات تو یہ کہ یہ سمجھنا کہ کوئی آدمی سو دو سو برس زندہ نہیں رہتا اور رہ بھی نہیں سکتا۔ یہ ایک طفلانہ اور جاہلانہ خیال ہے جس کی کوئی دلیل نہیں، اس کے برخلاف قرآن مجید نے صاف اور صریح الفاظ میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا کہ وہ ایک ہزار سال کے قریب اس دنیا میں رہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"فلبث فیھم الف سنة
الا خمسین عاماً" (العنکبوت)

تو جس خدا نے نوح علیہ السلام کو ایک ہزار سال کے قریب اس دنیا میں رکھا بلا شبہ اس میں یہ بھی قدرت ہے کہ وہ جس کو چاہے جتنا برس زندہ رکھے وہ قادر مطلق ہے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس دنیا میں بھی نہیں رکھا بلکہ ان کو تو آسمان پر اٹھالیا اور وہاں کا نظام حیات یقیناً یہ نہیں ہے جو ہماری اس دنیا کا ہے، یہ کھانے پینے کی ضرورت اور بول و براز تو اس دنیا والوں کی خاصیت ہے وہاں آسمان پر ان کا حال دنیا والوں جیسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے اگر چاہیں تو ان دنیا والوں میں کسی بندہ کو اس حال میں کردیں کہ وہ سینکڑوں برس تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے جیسے قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ موجود ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"ولبثوا فی کھفھم ثلث مائة
سنین وزدادو تسعاً" (الکہف)

اللہ رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کو ایک ہزار برس کے قریب زندگی عطا فرمائی اور اصحاب کہف کو تین سو برس تک غار میں زندہ رکھا تو اس خدا کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھے؟ یہ تو قادیانیوں کے حربے اور چالیں ہیں جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے، انہیں دین اسلام سے گمراہ کرنے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو پروان چڑھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں ورنہ قرآن مجید اور احادیث میں حیات و نزول مسیح کے واضح اور صاف دلائل موجود ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لینے کی صراحتاً خبر دی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ! میں
لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور
پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے...... الخ
(آل عمران:۵۵)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

"اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ
اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔"
(النساء:۱۵۷،۱۵۸)

اور نزول کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

"جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو
عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے
پہلے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر
گواہ۔" (النساء:۱۵۹)

"اور وہ نشان ہے قیامت کا سو اس
میں شک مت کرو۔" (الزخرف:۶۱)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا مسئلہ واضح طور پر ذکر کردیا ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

احادیث میں بھی یہ واضح طور پر ارشادات موجود ہیں جیسا کہ مشکوۃ شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ نے ان امور کا ذکر فرمایا، دخان، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا..... الخ۔''

(مشکوۃ ص:۴۷۲)

ایک اور حدیث جو بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم وعادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔''

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۴۹۰)

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا بلکہ آپ نے تو قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن مریم آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور ان تمام ارشادات کے بعد بھی کوئی عقلمند آدمی اس کا انکار کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟

آخر میں مرزا قادیانی کے وہ اقوال بھی تحریر کردینا مناسب ہوگا کہ جس میں مرزا قادیانی نے خود بھی اقرار واعتراف کیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں ان کا نزول ہوگا، چنانچہ براہین احمدیہ کے حاشیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ ص:۴۹۸، ۴۹۹)

اسی طرح مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں لکھتا ہے:

''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشینگوئی ایک اول درجے کی پیشینگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشینگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشینگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص:۵۵۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان عبارتوں سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ مرزا نے بھی قرآن اور احادیث سے یہی سمجھا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں ان کا نزول ہوگا، اسی لئے تو (بقول مرزا کے) جب ان کے خدا نے الہام میں ان کو ''مسیح'' قرار دیا تو انہوں نے اس کا مطلب صرف یہ سمجھا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اس کے بعد دس سال تک یہی سمجھتا رہا اور اسی عقیدے پر قائم رہا جو اس نے احادیث سے سمجھا تھا جو پوری امت نے سمجھا اور جو سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے، پھر کچھ مدت بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح بن مریم ہوں جن کے نازل ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہت ساری احادیث میں امت کو خبر دی تھی۔ جن لوگوں کو اللہ رب العزت نے عقل سلیم دی ہے وہ اس بارے میں غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر احادیث تو اس بات کی گواہی دیں کہ مسیح سے مراد عیسیٰ بن مریم ہیں اور مرزا خود بھی اس بات کی گواہی دے اور اقرار کرے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر موجود ہیں آخر زمانہ میں ان کا نزول ہوگا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد خود ہی اس دعویٰ سے منحرف ہوجائے؟ آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا پہلے جھوٹ بولتا تھا یا اب جھوٹ بولتا ہے؟

☆☆..........☆☆

خادم علماء حق: حاجی الیاس غنی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی، مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

چناب نگر اور یومِ ختم نبوت

عبدالقدوس محمدی

دریائے چناب کے اُس پار چھوٹے ٹیلوں میں گھری ایک بستی ہے جسے قیامِ پاکستان کے وقت انگریز کے خودکاشتہ پودے یعنی قادیانیوں نے اپنے آقا سرفرانسس موڈی سے اپنی خدمات کے عوض کوڑیوں کے مول لیز پر حاصل کر کے اپنی آماجگاہ بنا لیا تھا اور قرآنی آیت مبارکہ کی غلط تشریح کرتے ہوئے اس کا نام ”ربوہ“ رکھ کر اسے ایک ریاست در ریاست بنا لیا تھا۔قادیانی جماعت کا سربراہ اس ریاست کے سیاہ وسفید کا مالک ہوا کرتا تھا.....اس کی مرضی ومنشا کے بغیر وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی.....قادیانی گرو نے غنڈے پال رکھے تھے جن کے ذریعے قادیانی سربراہ من مانیاں کیا کرتا تھا......یہی وہ غنڈے تھے جنہوں نے 1974ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلباء پر بہیمانہ تشدد کیا اور اس کے نتیجے میں ملک بھر میں تحریک ختم نبوت چلی، تمام مسلمانوں نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور بالآخر وہ تحریک منزل مقصود تک پہنچی اور 7ستمبر 1974ء کو وہ یوم فتح مبین آپہنچا جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا......ربوہ کے کھلا شہر قرار پانے کے بعد اس قصبہ کے گردونواح میں آباد مسلمانوں کو قادیانی ظلم وستم سے نجات ملی اور انہوں نے باجماعت نماز کی ادائیگی کا سلسلہ شروع کیا...... پھر رفتہ رفتہ وہاں مساجد ومکاتب کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر پہرہ داری اور پاسداری کا عظیم فریضہ سرانجام دینے والوں نے ربوہ میں اپنی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز کیا بعدازاں قادیانی دجل وتلبیس کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس شہر کا نام ربوہ سے تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا گیا۔

مجھے آج سے بارہ سال قبل چناب نگر جانے کا اتفاق ہوا.....کتابوں میں چناب نگر کے بارے میں بہت سی عجیب وغریب داستانیں پڑھ رکھی تھیں اس لیے اس شہر کے کوچہ وبازار کو قریب سے دیکھنے کا شوق تھا جس کی تکمیل کچھ یوں ہی کہ سالانہ تعطیلات کے دوران چناب نگر میں واقع مرکز ختم نبوت میں سالانہ ردقادیانیت کورس کے لیے جانا ہوا۔اس کورس کے دوران چناب نگر میں بیتے چند دن میری زندگی کا اثاثہ ہیں، شہیدِ ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی“ مولانا امین صفدر اوکاڑوی“، صاحبزادہ طارق محمود“ مولانا عبداللطیف“ آف ڈسکہ اور مولانا خدابخش شجاع آبادی“ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ،مولانا اللہ وسایا ،مولانا اسماعیل شجاع آبادی ،مولانا زاھد الراشدی اور برادرم طاہر عبدالرزاق سے کسب فیض کی سعادت اور اعزاز نصیب ہوا.....کورس کے اختتام پر ڈسکہ سے تعلق رکھنے والے ایک رفیق حماد کے ہمراہ اندرون شہر جانا ہوا جہاں قادیانیوں کی شکار گاہ دارالضیافت دیکھی ، ملک بھر سے سادہ لوح لوگوں کو قادیانی ایجنٹ پھانس کر لاتے ہیں اور دارالضیافت میں ان کی دولتِ ایمان لوٹتے ہیں.....ان کی خلافت لائبریری دیکھی جو قادیانیوں کے ارتدادی لٹریچر سے بھری پڑی ہے،اس لائبریری میں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم موجود ہیں جنہیں قادیانی اپنے ارتدادی مقاصد کی تکمیل کے لیے قرآن کریم میں تحریف کر کے شائع کرتے ہیں اور پھر مفت تقسیم کرتے ہیں.....ان کی نام نہاد عبادت گاہ میں گئے جسے وہ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے استعمال کرتے ہیں.....ان کے دوزخی مقبرے کو دیکھا جہاں نادان قادیانی اپنی دس فیصد کمائی کے عوض دو گز زمین کا ٹکڑا حاصل کرتے ہیں.....قادیانیوں کی درسگاہیں اور تعلیمی ادارے دیکھے جہاں وہ قادیانیت کے پرچارک تیار کرتے ہیں.....ان کے مربیوں سے ملاقات کی اور ان کی مکارانہ گفتگو سن کر اندازہ ہوا کہ یہودی اپنے مذہبی رہنماؤں کو ربی اور مرزائی مربی کیوں کہتے ہیں؟......

بارہ سال قبل چناب نگر کے سفر کی یادیں آج 7ستمبر یوم ختم نبوت کی مناسبت سے تازہ ہوگئیں...... اس دن پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ہم سب مطمئن اور بےفکر ہوگئے کہ قادیانی فتنہ اپنی موت آپ مرگیا......پوری قوم کی اس غفلت اور بےحسی کا فرض کفایہ تحفظ ختم نبوت محاذ پر سرگرم عمل چند بندگان خدا نے سرانجام دیا جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین ،مبلغین ،کارکنان اور متعلقین ومعاونین کی ملک گیر اور عالمی سطح کی محنت خصوصی طور پر قابل ذکر ہے جو بلاشبہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔اس کے علاوہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور مجلس احرار اسلام کے شعبہ تحفظ ختم نبوت نے بھی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔ان حضرات کی محنت اور فکرمندی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہی شہر جہاں کبھی کوئی مسلمان

داخل نہیں ہو سکتا تھا آج جس وقت یہ سطور قلمبند کی جارہی ہیں اسی شہر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے، ایک کانفرنس دو دن قبل ہوئی اور ایک عالمی سطح کی سالانہ دو روزہ کانفرنس 30، 31 اکتوبر کو منعقد ہوتی ہے..... اس کے علاوہ الحمد للہ اس وقت چناب نگر میں کئی مساجد اور دینی مدارس خدمات سرانجام دے رہے ہیں..... دریائے چناب عبور کرتے ہی چناب نگر میں ایک بلند و بالا مینارہ دکھائی دیتا ہے..... یہ مینارہ چناب نگر میں شکستہ دل مسلمانوں کے لیے امید کی کرن بھی ہے اور تاج وتخت ختم نبوت کا نعرہ مستانہ بھی..... اکابر کی جدوجہد کا جیتا جاگتا نمونہ بھی ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز بھی......

برادرم قاضی احسان احمد نے کراچی سے فون کر کے اس دفعہ سالانہ تعطیلات کے دوران چناب نگر کے اس عظیم مرکز میں منعقدہ ردقادیانیت کورس کے بارے میں بتایا کہ اس سال سالانہ ردقادیانیت کورس میں ملک بھر سے 354 علماء وطلبہ نے شرکت کی، ان علماء وطلبہ کو صرف قیام وطعام کی سہولیات ہی مہیا نہیں کی جاتیں بلکہ سفری اخراجات، تعلیمی ضروریات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعہ کتب کا منتخب سیٹ بھی دیا جاتا ہے۔ اس سال کورس کے شرکاء نے مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اکرم طوفانی، قاضی احسان احمد اور مولانا راشد مدنی جیسے معروف اہل علم سے کسب فیض کیا۔

مجھے ان علماء وطلبہ کی تعداد سن کر دلی طور پر مسرت ہوئی کیونکہ جس دور میں مجھے اس کورس میں شرکت کا اعزاز نصیب ہوا تھا اس وقت کورس کے شرکاء کی تعداد صرف ایک سو کے لگ بھگ ہوا کرتی تھی اب یہ تعداد ساڑھے تین سو تک پہنچ گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ فتنہ قادیانیت کے حوالے سے عمومی شعور میں اضافہ ہوا ہے..... دفاع ختم نبوت کے فریضے کی ادائیگی اور قادیانیت کے تعاقب کے حوالے سے فکر مندی کئی گنا بڑھ گئی ہے..... اگر اس اہم ترین مسئلے پر اسی طرح توجہ دی جائے تو امید ہے کہ قادیانی فتنے کو پر پرزے نکالنے کا موقع ملے گا نہ ہی کوئی سارق ایمان کسی کی دولت ایمان لوٹنے کی جسارت کر سکے گا..... آیئے! ستمبر کے اس ماہ فتح مبین اور رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں ہم بھی اس بات کا عزم کریں کہ اپنی بساط کے مطابق ہم بھی تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب کے حوالے سے اپنا کردار ادا کریں گے۔

(بشکریہ روزنامہ ''اسلام'' کراچی)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ: این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جے'' برکاتِ حیدری، ناظم آباد کراچی
فون: 021-6647655-021-6646888، فیکس: 0921-21-5671503
Email:jabbarcarpet@cyber.net.pk

خبروں پر ایک نظر!

ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے

حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے: یومِ تشکر کے موقع پر علماء کرام کا خطاب

کوئٹہ (نامہ نگار) ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس پر نیک نیتی کے ساتھ موثر طور پر عملدرآمد کیا جائے، قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے، ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے یومِ تشکر (یومِ ختم نبوت) کے موقع پر مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر صوبے بھر میں یومِ تشکر منایا گیا، صوبے کے مختلف شہروں اور مقامات پر اجتماعات منعقد ہوئے جس میں علماء کرام نے شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا، جامع مسجد مرکزی میں مولانا نورالحق حقانی اور جامع مسجد قندھاری میں مولانا عبدالواحد نے بڑے بڑے اجتماعات سے خطابت کرتے ہوئے کہا کہ ۷ستمبر کا دن مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے، جس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا، قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے سے بیبل پاس کیا انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے، ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ۷ستمبر کا یادگار اور تاریخی فیصلہ مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے نوے سالہ جدوجہد میں لاکھوں علماء کرام اور مسلمان پابند سلاسل ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے جانیں نچھاور کیں اور ایک طویل پُرامن تحریک کے ذریعے شفیع محشر کی ختم نبوت کا دفاع کیا۔ جامع مسجد سنہری میں مولانا عبداللہ منیر، جامع مسجد سراج میں مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد عمر میں مولانا محمد یوسف نقشبندی، جامع مسجد درانی میں مولانا نورالدین ہاشمی نے خطاب کیا، انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے اور امتناع قادیانیت آرڈی ننس پر عملدرآمد کرائے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، علماء نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہیں، حکومت آئندہ مردم شماری میں ان کو حصہ لینے کے لئے پابند کرے، جامعہ اسلامیہ ضیاء القرآن جامع مسجد گول میں بعد نماز کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے خطیب العصر مولانا عبدالغفور مینگل نے کہا کہ آج یومِ تشکر دراصل یوم تجدید عہد کا دن ہے کہ مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، کیونکہ عالم کفر کی خواہش ہے کہ پاکستان کے دستور میں اسلامی دفعات بالخصوص امتناع قادیانیت آرڈی ننس اور شاتم رسول کی موت کی سزا کی آئینی ترمیمات ختم کردی جائیں لیکن مسلمان اس قسم کی سازش کو اپنے قوت ایمان سے ناکام بنائیں گے، آج سے ۳۵ سال قبل رمضان المبارک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ سارقین ختم نبوت کی حرکتوں پر کڑی نگاہ رکھیں اس موقع پر شیخ القرآن مولانا عبدالرحیم رحیمی نے ناموس رسالت پر قربانی ہونے والے مجاہدین ختم نبوت کی بلندی درجات کی دعا کی۔

تعمیر مرکز و مسجد ختم نبوت اٹک

☆: عطیہ اراضی مسجد ختم نبوت سردار امجد خان صاحب۔
☆: ہال مسجد ختم نبوت، صحن مسجد، جائے وضو، تقریباً مکمل ہیں۔
☆: تعمیر میں عطیات دینے والے خوش نصیب حضرات کے لئے دعا گو ہیں۔

رابطہ کیلئے: مولانا قاضی محمد ابراہیم الحسینی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، فاروق اعظم کالونی گلی نمبر 14/5 اٹک
موبائل: 0300-5380055

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورۂ فیصل آباد

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چارروزہ تبلیغی دورہ پر فیصل آباد تشریف لائے جہاں آپ نے جامع مسجد طوبیٰ گلبرگ، جامع مسجد غفوری، جامع مسجد بخاری، جناح کالونی میں درس دیے۔ جامعہ عبیدیہ آئی بلاک علامہ اقبال کالونی میں دورۂ تفسیر کے طلبہ کو تین دن ظہر سے عصر تک قادیانی عقائد وعزائم، شکوک وشبہات اور ان کے جوابات، قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی سے متعلق لیکچر دیے۔ نیز مخدوم زادہ سیّد محمد زکریا کی طرف سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا سے متعلق منعقدہ تقریب میں شرکت کی اور فیصلہ کے نتائج وعواقب پر بیان کیا، نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر مولانا سیّد جاوید حسین شاہ، مولانا قاری محمد ابراہیم، سیّد طاہر الحسن گیلانی، سیّد محمود الحسن بخاری، قاضی عبدالخالق، مولانا حق نواز خالد، جامعہ امدادیہ اسلامیہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد طیب، جامعہ دارالقرآن کے مہتمم مولانا قاری محمد یٰسین، جامعہ علیہ کے ناظم مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد اسلم، مفتی محمد قاسم، مفتی عبدالرحمٰن، حاجی غلام رسول نیازی، صاحبزادہ مبشر محمود، ڈاکٹر صولت نواز سے ملاقاتیں کیں اور مختلف جماعتی امور پر مشاورت کی۔

قادیانیوں کوکلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے: افطار پارٹی میں علماء کرام کا خطاب

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے جس پر غیر مشروط ایمان کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ نے افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جو جامعہ عبیدیہ میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ (جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا) کی یاد میں منعقد ہوئی، شاہ صاحب نے کہا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ نوے سالہ جدوجہد اور مساعی جمیلہ کے بعد پارلیمنٹ نے دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانی ۱۹۷۴ء سے اس فیصلہ کو سبوتاژ کرنے کی کوشش میں ہیں، وہ اپنی کوششوں میں پہلے بھی ناکام ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ان کی کوششیں ناکام بنادی جائیں گی۔ مسلمانان پاکستان جانوں کا نذرانہ پیش کرکے اس فیصلہ کی حفاظت کریں گے۔

جامعہ امدادیہ کے مہتمم مولانا محمد طیب نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار اور سامراج کے وفادار و ایجنٹ ہیں آج بھی ان کی ہمدردیاں امریکی سامراج کے ساتھ ہیں، جبکہ کل یہ برطانوی سامراج کے ایجنٹ اور زلہ خوار تھے، جماعت الدعوۃ کے ریحان بٹ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک کے قائدین مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، پروفیسر غفور احمد، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، سیّد مظفر علی شمسی، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی مساعی جمیلہ پر انہیں خراج تحسین پیش کیا کہ جن کی کوششوں اور کاوشوں سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ مخدوم زادہ مولانا محمد زکریا نے کہا کہ قادیانیت کا خمیر گستاخی رسول سے اٹھا ہے، جب بھی اور جہاں کہیں گستاخی رسول کا ارتکاب کیا گیا، اس کی پشت پر قادیانی سازشیں کارفرما تھیں۔ مولانا قاضی عبدالحق نے کہا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے حکمران قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کریں تاکہ ملک وملت ان کی سازشوں سے محفوظ رہ سکیں۔ دارالقرآن کے مولانا عزیز الرحمٰن نے کہا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے پر دستخط کرکے ملت اسلامیہ کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا۔ ان کے جانشین باقی ماندہ مطالبات کو پورا کرکے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں۔ افطار پارٹی کا اہتمام کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کنوینر مولانا مخدوم زادہ سیّد محمد زکریا نے کیا۔ تقریب میں مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، آل پاکستان سائزنگ انڈسٹری کے وائس چیئرمین رانا طالب حسین، مولانا ندیم احمد القاسمی، سیّد طاہر الحسن گیلانی، سیّد محمد ذکراللہ، سیّد عبیداللہ، مولانا سیّد محمود الحسن اور حق نواز نے بھی شرکت کی اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششوں کو سراہا۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال: یکم ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جیداً جداً'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

☆...... ۲۵۔شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ تک درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

☆...... فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4583486-4514122، فیکس: 4542277

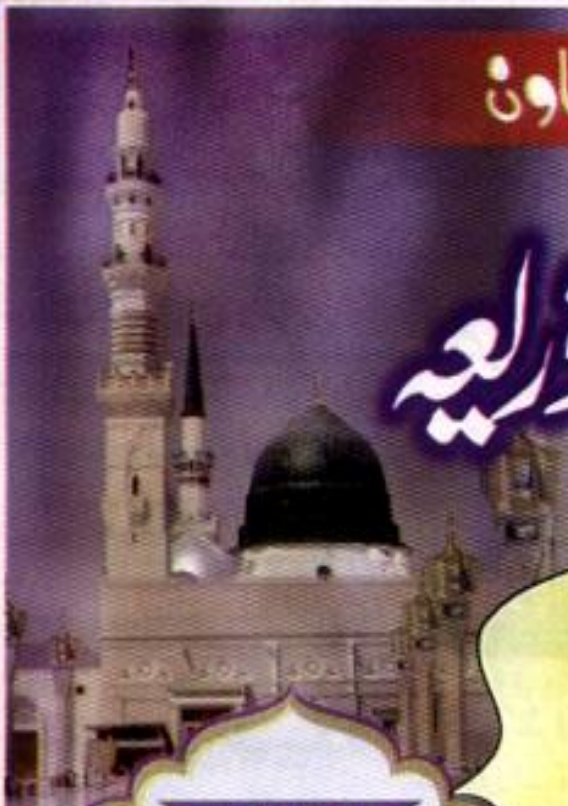

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ